بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 61

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۹ شمارہ ۴۳

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:
خورشید احمد انور

خلیفہ کو وقت تو دیکھ رہے ہیں
ویسے تم کیں بہتر بنا بند ترک کر دو

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
تحکیمی ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۰ اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۱۳ اخاء کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ ——— حضور کی حرم محترمہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ

قادیان ۲۰ اخاء۔ آل انڈیا احمدیہ مسلم کانفرنس چنتہ کنٹہ سے متعلقہ موصولہ اطلاعات کے مطابق کانفرنس مورخہ ۸، ۹، ۱۰ اخاء (اکتوبر) کی تاریخوں میں جاری رہ کر انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب چنتہ کنٹہ کانفرنس [illegible] کے بعد کچھ جماعتوں کا تبلیغی [illegible] دورہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے آمین۔

★ — محترم صاحبزادہ صاحب کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دُعا کا ایسا گُر سکھایا ہے

جس کے مقابلہ میں مخالفت ہمیں کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتی

پس دُعاؤں کی عادت ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں کوشاں رہو ——!!

ایبٹ آباد میں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

سعید ہاؤس۔ ایبٹ آباد۔
۲۶ تبوک ۱۳۴۹ ہش۔

مغرب کی نماز کے بعد حضور احباب میں تشریف فرما ہوئے تربیتی اجتماع میں شامل ہونے والی نو مجالس کے قریباً ۵۰ اطفال اور خدام اپنے قائدِ علاقائی کی سرکردگی میں حضور کے ارشادات سے بہرہ ور ہونے کے لئے حاضر تھے۔ اس موقعہ پر حضور نے نہایت مؤثر اور دلنشین پیرایہ میں نونہالانِ جماعت کو اپنے روح پرور ارشادات اور بیش قیمت نصائح سے نوازا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کے سپرد فرمایا ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جسے ہم نے نسلاً بعد نسلٍ انجام دینا ہے۔ اس میں ہم اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ اسلام کے مخالفین جن ہتھیاروں کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہیں ہمارے پاس ان سے کہیں زیادہ اچھے اور مضبوط ہتھیار ہوں۔ مثلاً معاندینِ اسلام ہمارے خلاف دلائل دیتے ہیں گو اُن کے دلائل فرسودہ ہوتے ہیں اور ان میں جھوٹ اور دجل سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر بھی ان دلائل کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سچی دلیلیں بتائی ہیں وہ یاد ہونی چاہئیں۔ دوسرے یہ بھی علم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو آسمانی نشانات اور معجزات سے نوازا ہے۔ اسلام کے مخالفین علمی دلیل کے مقابلے میں تو شاید کوئی دلیل پیش کر سکیں۔ لیکن آسمانی نشانات دکھانے سے قاصر ہیں۔ حضور نے بعض نشانات اور معجزات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انہیں بار بار سامنے لانا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے وعدوں پر ایمان تازہ اور یقین پختہ ہوتا رہے۔ اور انہیں بطور دلیل کے پیش کر کے مخالف کا منہ بند کیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مخالفین کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بہترین ہتھیار دیا ہے وہ دُعا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر چونکہ جماعتِ احمدیہ کا سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اس لئے ہم نے ہر مشکل اور ایذا دہی کے وقت اسی سے مدد طلب کی اور اسی کو اپنی پناہ گاہ بنایا۔ بلکہ اسی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ اسلئے ہمارے مخالفین ہمیشہ ناکام رہے۔ اور جماعت اپنی تعداد اور قربانیوں کے معیار میں ترقی کرتی ہوئی کہیں سے کہیں تک جا پہنچی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی دلیلیں سکھائی ہیں جن کا بڑے سے بڑا عالم یا فلسفی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں آسمانی نشانات عطا فرمائے ہیں جن کے مقابلے میں دوسرے مذاہب عاجز اور بے بس ہیں۔ ہمیں دُعا کا ایسا گُر سکھایا ہے جس کے مقابلے میں مخالفت ہمیں کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتی۔ بلکہ وہ ہمارے لئے کھاد کا کام دیتی ہے اور ہماری ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

حضور نے نوجوان نسل کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص دُرِّ ثمین کو کثرت سے پڑھیں۔ اور دُعا کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور پکے سچے اور سیدھے سادے مسلمان احمدی بنیں گے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں کوشاں رہیں۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت تمام اطفال اور خدام کو شرفِ مصافحہ بخشا۔

جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی سالانہ کانفرنس!

بمقام رُڑکی

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ اس سال جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۵ اخاء مطابق ۲۵ اکتوبر بروز اتوار بمقام رڑکی ضلع سہارنپور میں ہو رہی ہے۔ ہمارے مخالفین ہر قیمت پر ہماری کانفرنس کو ناکامیاب بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اسلئے جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں رڑکی حاضر ہو کر کانفرنس کو کامیاب کریں۔ خواہ اپنے کاموں کا ہرج ہی کر کے آنا پڑے اور کچھ خدام کو چند دن قبل رڑکی بھجوا دیا جائے تاکہ انتظام میں خدام مدد دے سکیں۔ رڑکی کا پتہ یہ ہے:-

YAQUB AHMAD SAHIB
A. 48 Irrigation Research Colony
ROORKEE (U.P.)

★ — مستورات کو اپنے ہمراہ نہ لائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ر اخاء ۱۳۴۹ ہش

مُسلمانوں کیلئے بابرکت ہیئۃِ جامعہ

انڈونیشیا کے شہر بینڈونگ میں افریشیائی اسلامی کانفرنس کا جو سات روزہ اجلاس ہو رہا تھا بتاریخ ۱۰ر اکتوبر ختم ہُوا۔ اس اجلاس میں کئے گئے نئے فیصلہ کے مطابق یہ تنظیم آئندہ "بین الاقوامی اسلامی تنظیم" کہلائے گی۔ تنظیم کے مقاصد کا خلاصہ معاصر الجمعیۃ دہلی کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے:-

"کانفرنس کے مقاصد کا نچوڑ یہ ہے کہ بین الاقوامی اسلامی اخوّت کے ساتھ ایک ایسی کیمونٹی کو معرضِ وجود میں لایا جائے جو اسلام کے لازوال اُصولوں پر قائم ہو۔ کانفرنس میں ۱۹ قرار دادیں منظور کی گئی ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک اسرائیل کے خلاف عربوں کی مدد کریں۔ نیز مسلم ممالک میں اتحاد ہو۔ ایک بین الاقوامی بینک قائم کیا جائے۔ جس میں پٹرول والے ممالک اپنا سرمایہ جمع کریں۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ غیر مسلم ممالک میں اسلامی تعلیم کی اشاعت کے لئے ایک بین الاقوامی فاؤنڈیشن قائم ہو" (الجمعیۃ دہلی ۱۴/۱۰)

جہاں تک تنظیم کا تعلق ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس قسم کی کئی تنظیمیں بنیں اور ختم ہوئیں۔ چند روز کے لئے بلند بانگ دعاوی کئے گئے۔ دلپسند منصوبے بنے مگر بغیر کسی عملی کام کے یکے بعد دیگرے سب کی سب نسیاً منسیاً ہو گئیں۔ موجودہ تنظیم کے مشتہرہ مقاصد تو بہت بلند اور وسیع ہیں۔ خدا کرے کہ اسے کچھ کام کی توفیق ملے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تنظیم بھی سیاست کی نذر ہو جائے۔

اسی مقالہ میں معاصر نے آگے چل کر کانفرنس کے مندوبین کو ایک نہایت اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بجا طور پر یاد دلاتے ہوئے لکھا ہے:-

"ہم اس کانفرنس کے مندوبین کو یاد دلائیں گے کہ بین الاقوامی دنیا پر مسلم ممالک کا وہ اثر نہیں ہے جو قدرتی طور پر ان کی تعداد کے لحاظ سے ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں میں کوئی ایسی ہیئتِ جامعہ نہیں ہے جس کی آواز دُنیا کے کانوں میں جھنکار پیدا کرے۔ عیسائیوں کی غالب اکثریت کا مرجع پاپائے اعظم کی ذات ہے جس کا دباؤ اس کی سیاست پر بھی پڑتا ہے۔ اور دوسرے ممالک بھی اس کا اثر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روسی چرچ کو وہ مشکلات پیش نہیں آتیں جو وہاں کی مسلم آبادی کو پیش آتی ہیں۔ روس کا چرچ نسبتاً آزاد ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر وہاں چرچ کے خلاف کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو ویٹی کن سٹی (پاپائے اعظم کے مستقر) کی پیشانی پر بل آجاتے ہیں۔ اور روس کو اس کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن مسلم ممالک جن کی تعداد کم نہیں ہے بین الاقوامی دُنیا کو جھنجھوڑنے کی مقدرت نہیں رکھتے" (ایضاً)

فی الواقع مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں انہیں اس بات پر پوری سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے کہ ان کے ہاں مؤثر رنگ کی ہیئتِ جامعہ کیوں مفقود ہے اور دُنیا کی آبادی کا معقول حصّہ ہوتے اور آباد دُنیا کے وسیع علاقہ پر حکمران ہوتے کے باوجود ان کی عددی قوت فی الوقت بے اثر کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بات اور وزن دار ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق مسلمان خیرِ اُمّت ہیں اور بموجب آیتِ کریمہ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ ان کا مذہب اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے۔ پھر اس مذہب کی طرف منسوب ہونے والے اور اس اُمّت کا فرد کہلانے والے نصاریٰ کے مقابل پر بے وقعت کیوں ہو گئے یہ ایک بڑا اہم سوال ہے۔ اگر اس سوال کو اس کے تمام پہلوؤں سمیت حل کر لیا گیا تو یہی وہ مقام ہوگا جہاں مسلمانوں کی موجودہ بے وقعتی کا مداوا اور ان کی قسمت کو پلٹا دینے کا نسخہ ہوگا۔ لیکن کون ہے جو اس نہج پر خالی بالطبع ہو کر غور کرنے کو تیار ہے؟

بلاشبہ خدائے قدوس نے اسلام کی نسبت اپنی کتاب عزیز میں جو شاندار تعریفی کلمات فرمائے ہیں ان کا حرف حرف صحیح اور درست ہے۔ دینِ اسلام کے لئے باری تعالےٰ کی پسندیدگی روزِ ازل سے رہی اور تا قیامت رہے گی۔ اور اس کی پسندیدگی کے کرشمے جس طرح پچھلے وقتوں میں ظاہر ہوئے، اس وقت بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی ظاہر ہوں گے۔ جس آنکھ کو یہ کرشمے اس وقت نظر نہیں آرہے وہ آنکھ بے بصیرت ہے۔ خدا نے اپنے پسندیدہ مذہب کو ہرگز بے ثمر نہیں چھوڑا۔ وہ تو شجرۂ طیبہ ہے جو تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا۔ کا اب بھی مصداق بنا ہُوا ہے۔ مگر اس کے شیریں ثمرات کی مٹھاس پا لینے والی زبان بھی تو چاہیئے۔ جو شخص کنوئیں سے دُور بیٹھا محض سراب کی چمکیلی ریت کی طرف ہاتھ پھیلا کر پانی کی طلب کرتا ہے، ناممکن ہے کہ پانی اس تک پہنچ جائے۔ پانی سے شاد کام وہی ہوگا جو افتاں و خیزاں چشمۂ جاریہ تک پہنچے اور ہمت کر کے اس پر اپنا مُنہ رکھ دے۔ تب اس کا تن بدن پانی کی برکات سے مستفید ہوگا۔ اور جسم میں تر و تازگی آئے گی۔

مسلمانوں کے لئے مؤثر رنگ کی "ھَیْئَۃ جَامِعَہ" کے نقدان کا شدید احساس جو قدم قدم پر اس وقت مسلمانوں کو ہو رہا ہے، دراصل یہ وہ دِل کی آواز ہے جو اس زمانہ میں اس کی ضرورت و اہمیّت کو واضح کر رہی ہے۔ بعض لوگ سیاست کی راہ سے اس ھَیْئَۃ جَامِعَہ کو پالینا چاہتے ہیں۔ اور مادی تدابیر سے اس قوتِ مؤثرہ کو قابو میں کرلینا چاہتے ہیں۔ مگر یہ ان کی صریح غلطی اور بہت بڑی بھُول ہے اِسلام سے باہر دیگر اُمتوں کے لئے تو اس راہ سے کامیابی ممکن ہے اس لئے کہ وہ سب خدا سے لاتعلق ہو کر کلّی طور پر دُنیا پر جھک گئے اور خدا تعالےٰ نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن دینِ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کے لئے خدائی فیصلہ اس سے مختلف ہے۔ کیوں مختلف ہے؟ اس پر خدا کی فعلی شہادت موجود ہے۔ اس پر غور کر لیا جائے! ایک ہی قسم کی مادی تدبیر ہے، جب اُسے غیر مسلم دُنیا عمل میں لاتی ہے تو دُنیوی پہلو سے انہیں کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اسی تدبیر کو اسلامی دنیا عمل میں لاتی ہے تو نتیجہ مختلف ہوتا ہے۔ یہ صورتِ حال کوئی ایک بار یا کسی ایک منصوبۂ دنیوی پر آزمائی نہیں گئی بلکہ ایک لمبے زمانہ سے متعدّد بار اس کے تلخ تجربات کئے جا چکے ہیں۔ مسلمانوں نے صنعت و تجارت میں کیا کچھ مغز ماری نہیں کی۔ سوسائٹیاں بنائیں۔ تعلیمی ادارے کھولنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ سیاسی وسائل کو عمل میں لانے کی ہر ممکن صُورت ہر زمانہ میں آزمائی جا چکی ہے۔ مسلمانوں کی انفرادی پوزیشن سے لے کر ان کی ہیئتِ اجتماعی تک کو سُدھارنے کے لئے کیا کچھ جتن نہیں کئے گئے۔ بڑے سے بڑا مخلصِ قوم آگے آیا۔ کسی کے ناخنِ تدبیر سے مسلمانوں کی حالت بدلی نہ جا سکی۔

کیا یہ صورتِ حال سب مسلمانوں کے لئے قابلِ غور نہیں کہ بار بار کی ناکامیوں سے قدرتِ حق مسلمانوں کو کسی اور بات کی طرف متوجّہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ یہی کہ مسلمان خواہ کس قدر بگڑ جائیں پھر بھی وہ خدا کے پسندیدہ دین "اسلام" کی طرف منسُوب ہوتے ہیں۔ جس کا وہ خود رکھوالا اور محافظ ہے۔ اس لئے اس کی حکیمانہ قدرت کا فیصلہ یہی ہے کہ مسلمان اُس کے آستانہ پر جُھک جائیں ؎

یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قُربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو (المسیح الموعودؑ)

پس حق تعالیٰ کی طرف پُر خلوص رجُوع وہ چابی ہے۔ جس سے مسلمانوں کی حالت میں انقلاب آسکتا ہے۔ یہ چابی خدائے قدوس نے خاص اپنے ہی قبضہ اور تصرّف میں رکھی ہے۔ اس پر نہ کسی دوسرے کو قدرت ہے اور نہ اس کے بس کی بات ہے۔ ایک کے بعد دوسرا آیا سب نے آزما لیا۔ اب مزید تجربات فضول ہیں۔ من جرّب المجرّب فحلّت بہ الندامۃُ۔

کتابِ عزیز کھولئے اس میں اس مسئلہ کا حل صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ سچّا آسمانی بادشاہ کہہ چکا ہے:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ

ہم نے ہی ذِکر اُتارا اور ہم ہی اُس کی حفاظت کریں گے۔ آیتِ کریمہ میں ذِکر سے مراد قرآن مجید بھی ہے۔ جس کی لفظی اور معنوی حفاظت جس اعجازی رنگ میں حق تعالیٰ نے کی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اُسی نے ہر زمانہ کے ہزاروں ہزار حفاظ کے دلوں میں اس کے لئے ایسی محبت اور عشق بھر دیا کہ اوّل سے آخر تک پوری صحت کے ساتھ سارا قرآن مجید ان کے سینوں میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ یہ اس کی (باقی ص۱۲ پر)

مغربی افریقہ میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے جو جلوے دیکھے

الفاظ میں اُن کا بیان ممکن نہیں ہے

اہلِ افریقہ پیار اور ہمدردی کے بھوکے ہیں۔ انکے دُکھوں کا علاج صرف آپکے پاس ہے اور وہ بہرحال آپ نے ہی کرنا ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا ہے کہ اب وقت ہے کہ وہاں پر کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ خرچ کئے جائیں

اسی غرض سے نصرت جہاں ریزرو فنڈ قائم کیا گیا ہے احباب کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے

سفرِ مغربی افریقہ سے واپسی پر کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی افریقہ کے کامیاب تبلیغی سفر سے واپسی پر احمدیہ ہال کراچی میں مورخہ ۷ ر احسان ۱۳۴۹ ہش (۷ ر جون ۱۹۷۰ء) کو بعد نمازِ مغرب جماعتِ احمدیہ کراچی سے جو بصیرت افروز خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

آج مَیں اپنے

ربّ کریم کے فضلوں کا مُنادی

بن کر آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال اور حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی شان کے جو جلوے مجھے اور میرے ساتھیوں کو مغربی افریقہ میں دکھائے ان کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو تصوّر میں بھی نہیں تھا کہ کس قسم کے وہ پیارے انسان ہیں اور اللہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے عظیم رُوحانی فرزند کی محبت کس رنگ میں ان کے دلوں اور سینوں میں موجزن ہے۔ وہاں جاکر

پہلا تأثر اور مشاہدہ

یہ تھا کہ ان کی محبّت جنون کا رنگ لئے ہے۔ وہ مجھے دیکھتے تھے اور دیکھتے ہی رہ جاتے تھے۔ زبان پر الفاظ نہیں آتے تھے۔ ساری محبت سمٹ کر اُن کی آنکھوں میں سما جاتی تھی۔ تب مَیں نے سوچا کہ میرے جیسے ایک عاجز انسان کے ساتھ ان کا یہ سلوک کیوں ہے؟ اور ان کی اس کیفیّت کا سبب کیا ہے؟ اور اُس کا انہیں کیا حق پہنچتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے پھر مَیں نے بھرے مجمعوں میں یہ کہا کہ تمہارے دل اور تمہاری رُوح خوشی سے لبریز ہیں۔ تمہاری آنکھوں سے محبّت کے چشمے چھلک رہے ہیں اور تمہیں خوش ہونا ہی چاہیئے کیونکہ آج احمدیت کی تاریخ میں پہلی بار اور اسی طرح تمہاری زندگیوں میں پہلی مرتبہ یہ واقعہ ہوا کہ وہ جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ساری امت میں سب سے پیارا تھا، حضرت مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس محبوبِ محمدؐ کا ایک نائب اور خلیفہ تم میں پہلی بار کھڑا ہے۔ اور تمہیں یہ موقع ملا کہ تم اسے دیکھو اور تم اس سے بات کرو۔ اس کی باتیں سُنو اور تم اس کی برکات سے حصّہ لو۔ تمہارے لئے یہ خوشی کا دِن ہے۔ جس قدر چاہو خوشی مناؤ۔

جب مَیں نے انہیں بتایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر کا وعدہ دیا گیا تھا اور اس باوفا

ربّ العٰلمین نے اپنے وعدہ کو پُورا کیا

اور امّتِ محمدیہ میں کروڑوں انسانوں کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا فدائی بنا دیا۔ اور ہر صدی ہمیں اس موجزن سمندر سے بھری نظر آتی ہے اور قیامت تک یہی ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن ان اربوں فدائیوں میں سے ہمارے محبوب محمد صلّے اللہ علیہ وسلّم نے صرف ایک کو منتخب کیا اور اپنی امّت کو یہ کہا کہ اگر تمہاری زندگیوں میں وہ مبعوث ہو جائے تو تمہارا فرض ہے کہ میرا سلام اس تک پہنچاؤ۔ ساری امّت میں سے، اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک کسی اَور کو اس سلام کا نہ حق دار ٹھہرایا اور نہ سلام پہنچانے کا انتظام کیا۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کے اس عظیم رُوحانی فرزند کا چونکہ نائب آج تمہارے درمیان ہے اس لئے تمہاری خوشی جائز اور تم حق دار ہو اس بات کے کہ تم جس قدر چاہو آج خوش ہو اور میں بھی خوش ہُوں۔

مَیں اس لئے خوش ہُوں کہ آج سے قریباً اسّی سال قبل ایک گمنام گاؤں میں اللہ کے حکم اور اس کے جلال اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کے لئے ایک آواز بلند کی گئی تھی۔ وہ آواز اپنی ابتدائی دَور میں یکہ و تنہا آواز تھی۔ اور جب اس ایک آواز کو دُنیا نے سُنا تو دنیا کی ساری طاقتیں اس کو خاموش کرنے کے لئے جمع ہو گئیں۔ مگر دُنیا کی ساری طاقت اس اکیلی آواز کو خاموش نہیں کر سکی۔ چونکہ فنا کے مقام پر وہ شخص کھڑا تھا۔ اور اس کی آواز اللہ کی آواز اور اس کی آواز محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کی آواز تھی۔ اور دُنیا کی سب طاقتیں جمع ہوکر بھی اللہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز کو خاموش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تھیں۔ آج تمہارے مونہوں سے جب مَیں اللہ کی حمد کے ترانے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے عظیم فرزند پر درود کے الفاظ سُنتا ہُوں تو مَیں خوش ہوں۔ اور بہت ہی خوش ہوں کہ

اسّی سال قبل جو اکیلی آواز تھی

اس کی صداقت پر آج تم میں سے ہر شخص گواہی دے رہا ہے۔ اب سات ہزار میل دُور نہ کبھی اُس منادی کی آواز کو سُنا۔ نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم رُوحانی فرزند کے حُسن اور نُور کو کبھی دیکھا۔ نہ کبھی اس سے قبل اس کے نائبین اور خلفاء سے ملاقات کا موقع ملا۔ اس کے باوجود تمہارے دِل اُس کی عظمت کو پہچانتے، اس کی محبّت میں لبریز اور اس کے نُور سے منوّر ہیں۔ یہی نُور جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے اس نے حاصل کیا اور آگے دُنیا تک پہنچایا۔ اس لئے مجھ

ا ن خوش ہوں اور بے حد خوش ہوں۔ بعض دفعہ بارہ بارہ ہزار کا مجمع میرے سامنے ہوتا تھا۔ ایک ایک جلسے میں۔ اور سات ہزار میل دور مرکز سے۔ اور مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ انسانوں کا اکٹھ اور اجتماع نہیں بلکہ

محبت کا ایک سمندر

ہے۔ جو میرے سامنے ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ تمہارے لئے بھی اللہ نے خوشی کے سامان پیدا کر دیئے۔ اور میرے لئے بھی خوشی کے سامان پیدا کر دیئے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے وہ اکیلی آواز جس کو دنیا خاموش کرنے کے لئے پیچھے پڑ گئی اور اپنی ساری طاقت خرچ کر دی۔ خدا تعالےٰ کے عمل نے ثابت کر دیا کہ اس کو خدا کی حفاظت حاصل ہے، اس کا پیار حاصل ہے۔ اس کا وجود فنا فی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے اس بچے کا وجود ہے جو پیار کرنے والی ماں کی گود میں ہوتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق ماں اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جان بھی دے دیتی ہے۔ لیکن ہمارے پیدا کرنے والے ربّ کی طاقتوں کا نہ کوئی شمار اور نہ کوئی حد وحساب ہے۔ جس کو خدا اپنی گود میں بٹھا لے اس کو کون فنا کر سکتا یا ہلاک کر سکتا ہے۔ لیکن منہ کے دعوے اور ہیں۔ اللہ کا عمل اور ہے۔ بہتوں نے دعوے کئے مگر خدا کے عمل نے ان کے دعووں کو جھٹلا دیا مگر یہاں ایک عاجز بندہ اپنے ربّ کے فرمان پر دعویٰ کرتا ہے اور دنیا میں یہ اعلان بھی کر دیتا ہے کہ میں بڑا عاجز ہوں ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

اس قسم کے بیسیوں فقرے وہ کہتا ہے اللہ دنیا کو کہتا ہے کہ مجھے عاجزانہ راہیں ہی پسند ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرکے عجز کے انتہائی مقام کو اس نے حاصل کیا اور اس کے نتیجہ میں میری انتہائی محبت بھی اس کو مل گئی۔ اور یہ میری پناہ میں ہے۔ میری حفاظت میں ہے۔ یہ میری گود میں ہے۔ اور جس کا میں محافظ ہوں اس کو دنیا کیسے [illegible] سکتی ہے۔ یہاں بیٹھے آپ لوگ [illegible] ان کی ذہنی کیفیت کا اور ان کے قلبی جذبات کا اندازہ نہیں کر سکتے آنکھ نے دیکھا زبان بیان نہیں کر سکتی۔ دل نے محسوس کیا الفاظ اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔ عجیب قوم ہے جو وہاں پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ کی عظمت کے وہ نشان ہیں۔ میں بھی خوش رہا وہ بھی خوش رہے اور بے حد خوش۔

اور

ان قوموں کی خاموش آواز

جو میرے کانوں نے سنی وہ یہ تھی کہ صرف ان چند لاکھ کا ہی حق نہیں کہ وہ صداقت کو پائیں اور نور سے منور ہوں۔ اور اللہ کی محبت سے ان کے دل بھر جائیں۔ ہمارا بھی حق ہے ہمیں کیوں بھول رہے ہیں؟ ہماری طرف کیوں نہیں آتے؟ یہ آواز جب میرے کان میں پڑی تو میں نے بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ نے بڑے فضل کئے۔ ہر لمحہ ہی ہم اللہ کے فضلوں کا مشاہدہ کرتے تھے۔

گیمبیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا کہ اب وقت ہے کہ علاوہ ایک دوسری سکیم کے جو مغربی افریقہ میں براڈ کاسٹنگ سٹیشن لگانے کی ہے کم از کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں پر خرچ کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو یہی موجودہ نسل پالے۔ جب میں نے اللہ تعالےٰ کا یہ اشارہ پایا تو مجھے کوئی فکر نہیں ہوئی کہ میں ایک لاکھ پونڈ کہاں سے لاؤں گا؟ میں غریب انسان تو ایک دھیلہ بھی نہیں لا سکتا جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہو۔ لیکن میرے دل نے اس یقین کو پایا کہ جب اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ

کم از کم ایک لاکھ پونڈ

یہاں خرچ کرو، تو کم سے کم ایک لاکھ پونڈ مل جائے گا۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں اور جس رنگ میں وہ خرچ کرنا ہے۔ اس کے لئے جس قسم کے آدمی چاہئیں وہ آدمی بھی میسر آجائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود بھی دل میں ایک خیال پیدا ہوئی جس کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔ جب ہم واپس لنڈن آیا۔ اور لنڈن میں چند دن ٹھہرا۔ پہلے میں نے خطبہ میں اپنے پیارے بھائیوں کو یہ بتایا کہ اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنا یہ منشا ظاہر کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مغربی افریقہ میں مالی قربانیوں کے میدان میں کم سے کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کرنے کا انتظام کرے۔ اور میں اپنے بھائیوں سے یہ خواہش رکھتا ہوں کہ انگلستان کے احمدیوں میں سے دو سو احمدی ایسے آگے بڑھیں جو فی کس دو سو پونڈ اس مد میں دیں۔ جس کا نام میں نے

"نصرت جہاں ریزرو فنڈ"

رکھا ہے۔ اور اس کی امانت وہاں کھول دی گئی اور دو سو آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو ایک سو پونڈ فی کس دیں۔ اور باقی جو دے سکیں وہ دیں۔ اور میں نے انہیں کہا کہ میری یہ خواہش ہے اور میں اطمینان قلب کے ساتھ یہاں سے چاہتا ہوں اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ

انگلستان چھوڑنے سے قبل

جو پندرہ دن کا وقفہ ہے دس ہزار پونڈ اس امانت میں کیش جمع ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ ماضی قریب میں آپ میں سے جن کو اللہ نے توفیق دی انہوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن میں بہت مال دیا۔ اور قربانی دی۔ بہرحال ہر ایک کے حدود ہوتے ہیں اس سے زیادہ نہیں جا سکتا۔ انہوں نے بھی اکیس (۲۱) ہزار پونڈ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے جمع کئے تھے۔ چند ہزار کی وہ جماعت ہے۔ بہرحال جمعہ کے بعد پھر ایک گھنٹہ اتوار کو میں نے ان کو دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل میں نے دیکھا جس کے وہ احمدی وارث ہیں۔ کہ ان پندرہ دن میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے چندہ سے دگنے وعدے یعنی

چالیس ہزار سے اُوپر کے وعدے ہو چکے تھے

اور میرا خیال ہے پچاس ہزار تک وہ پہنچ جائیں گے۔ اور دس ہزار کی بجائے ساڑھے دس ہزار پونڈ نقد اس مد میں بنک میں جمع ہو گئے۔ پس فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے تین سال میں اکیس (۲۱) ہزار کی رقم جمع ہوئی اور اس اپیل پر پندرہ دن کے اندر اندر ساڑھے دس ہزار نقد (جو بڑی جلدی پندرہ ہزار تک پہنچ جائیگا) اور فضل عمر فاؤنڈیشن سے ڈبل ان کے وعدے ہو گئے۔ میں نے ان کو کہا کہ دیکھو اللہ کا کتنا فضل ہے کہ تم نے قربانی دی تھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے تم سے کم اس سے دگنی قربانی کی تم کو توفیق عطا کر دی۔

لنڈن میں میں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ روپیہ کیسے آئے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ آئے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ خرچ ہو۔ اور خرچ تو تبھی ہو گا جب خدا تعالےٰ روپے کا انتظام کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسی کی عطا ہے

گھر سے تو کچھ نہ لائے

جو میرے اور آپ کے پاس ہے وہ ہمارا اپنا کب ہے۔ وہ اس نے دیا ہے اسلئے ہمارے پاس ہے۔

افریقہ میں بچوں نے عربی میں نظم

پڑھی تھی

بڑی پیاری تھی۔ اس کا ایک شعر مجھے یاد ہے یہ نظم ایک موقعہ پر سب بچوں نے مل کر گائی تھی۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

یا ابن آدم۔ اے آدم کے بچو! المال مالی جو تمہارے پاس مادی سامان اور مال ہیں وہ میرا مال ہے تمہارا نہیں ہے۔ والجنّۃ جنّتی اور جس جنت کا میں وعدہ دے رہا ہوں وہ بھی میری جنت ہے۔ وانتم عبادی اور تم میرے بندے ہو۔ میں تم سے یہ چاہتا ہوں، اور یہ خواہش رکھتا ہوں کہ میری جنت کو میرے دیئے ہوئے مال سے تم خریدو۔ یہ بڑا احسان الٰہی ہے کہ آپ ہی ایک چیز ایک ہاتھ میں پکڑائی اور آپ ہی پھر اس کے ساتھ سودا کر لیا کہ یہاں آؤ۔ جنت خرید لو۔ مجھے یہ نظم بہت پیاری لگی۔

حقیقت یہی ہے

کہ وہ انسان احمق ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے وہ تو میرا ہے۔ اور جو میں نے جنت خریدنی ہے وہ اللہ کی ہے۔ مال بھی اللہ کا اور جنت بھی اللہ کی اور بندہ بھی اللہ کا۔ اس کا فضل ہے کہ وہ بندے سے یہ کہتا ہے کہ یہ لو پیسے یہ ہے میرا سامان اور ان پیسوں سے جو میں تم کو دے رہا ہوں تم میری جنت کو خرید لو۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ پیسے کہاں سے آئیں گے، نہ مجھے یہ فکر ہے کہ جن تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہ مجھے کہاں سے ملیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ بھیجو وہاں اتنے ڈاکٹر تو وہ جائیں گے وہاں۔ جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی فکر ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض قربانی خدا کے حضور پیش کر دینا ثمر آور نہیں ہوا کرتا جب تک وہ قربانی اللہ کے حضور قبول نہ ہو جائے۔ اور بہت سی قربانیاں کسی اندرونی خباثت کی وجہ سے ردّ کر دی جاتی ہیں۔ پس

دُعا کرو اور میں بھی یہ دُعا کرتا ہوں

کہ اے ہمارے ربّ! تیرا مال تیرے حضور ہم نے پیش کیا۔ تجھ پر ہمارا کوئی احسان نہیں۔ تیرا ہم پر احسان ہے، کہ تو ایک عظیم بدلے کا ہم سے وعدہ کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی اندرونی بیماری یا کمزوری یا غفلت یا تکبّر وغیرہ جو ہیں ان کی وجہ سے ہماری یہ پیشکش قبول نہ ہو اور ردّ کر دی جائے۔ اے ہمارے ربّ! ہماری

اس حقیر پیشکش کو قبول کر اور اپنے وعدوں کے مطابق اپنے فضلوں اور اپنی رضا کا اور اپنے پیار کا ہم کو وارث بنا۔

مَیں نے دوستوں سے کہا کہ یہ دُعا کرو کیونکہ مجھے کوئی غم اور فکر نہیں کہ پیسہ کہاں سے آئیگا۔ آدمی کہاں سے آئیں گے۔ وہ تو ہو جائے گا۔ خدا کہتا ہے کہ ایسا کرو وہ انتظام کرے گا۔ جو اس کا کام ہے وہ کریگا لیکن اپنی خیر مناؤ اور مجھے اپنی خیر منانے کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اَے خدا یہ حقیر کوششیں قبول کر۔ بڑا ہی پیارا نمونہ انگلستان کی جماعت نے دکھایا ہے۔ چند دنوں کے اندر اندر اتنی بڑی رقم قسم کیش جمع ہو گئی۔ ایک شخص مجھ سے پوچھنے لگا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مَیں بنک سے Over draw لے کر دو سَو پونڈ ادا کردوں۔ کیونکہ اس نے دو سَو پونڈ کا وعدہ کیا تھا۔ مَیں نے کہا نہیں، قرض تم لوگے تو ایک بوجھ تمہاری طبیعت پر ہوگا شیطان وسوسہ بھی ڈالتا ہے۔ مَیں اس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ مَیں نے اسے سمجھایا اور وہ چلا گیا۔ دو دن کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے سوچا کہ مَیں اپنی دنیوی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لئے بنک سے ایڈوانس لیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مَیں کیوں نہ ایڈوانس لوں۔ اس لئے مَیں نے بنک سے ایڈوانس لے کر وعدہ ادا کر دیا ہے۔

پس اس قسم کے فدائی ہماری جماعت میں ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ یہاں پر بھی مَیں نے یہ تحریک کرنی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ربوہ میں یہ تحریک کروں گا۔ لیکن پھر مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہاں بہت سے باہر کے دوست بھی جمع ہیں۔ امراء صاحبان بھی اور دوسرے نمائندے بھی۔ اگر وہاں تحریک ہوئی تو ممکن ہے کہ اطلاع دیر بعد پہنچے۔ پاکستان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سکیم میرے ذہن میں ڈالی ہے وہ یہ ہے کہ

مَیں پاکستان کے احمدیوں سے یہ توقع رکھتا ہُوں

کہ ان میں سے دو سَو ایسے مخلصین نکلیں گے جو کم از کم پانچ ہزار روپیہ فی کس "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے لئے پیش کریں گے۔ اور اس میں سے دو ہزار کی رقم ایک دو ماہ کے اندر اندر وہ داخل کرا دیں گے خزانہ کی مدّ میں۔ اور باقی تین ہزار روپیہ اگر چاہیں تو تین قسطوں میں اور اگر چاہیں تو دوسرے اور تیسرے سال یعنی تین سال کے اندر اندر وہ جمع کر دیں گے۔ اس کے علاوہ دو سَو ایسے مخلصین چاہئیں (پہلا وعدہ میاں عباس احمد خان نے لندن میں ہی کر دیا تھا۔ مَیں اس وقت وعدے نوٹ نہیں کروں گا۔ لکھ کر بھجوا دیں) جو دو ہزار روپیہ دیں جس میں سے وہ ایک ہزار روپیہ دو ماہ کے اندر اندر ادا کر دیں اور بقیہ ایک ہزار تین سال کے اندر مناسب قسطوں میں ادا کر دیں۔ یہ چودہ لاکھ روپے کی رقم بن جاتی ہے۔ یعنی گیارہ روپے کے حساب سے جو ہمارا ریٹ ہے، سوا لاکھ پونڈ کے قریب۔ اگر کوئی چاہے تو پانچ ہزار کی بجائے تیس ہزار بھی دے سکتا ہے۔ پھر ایک ہزار آدمی احمدیوں میں سے مخلصین میں سے، ایسا چاہیئے جو کم سے کم پانچ صد روپیہ فی کس دیں۔ (یعنی پانچ سو سے دو ہزار تک، دو ہزار سے اُوپر والے وہ دوسری فہرست میں آجائیں گے) جس میں سے دو سَو روپیہ نقد ادا کریں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو ماہ کے اندر۔ کیونکہ میری آواز پہنچنے میں وقت لگے گا، جواب آنے میں وقت لگے گا۔ اس لئے مَیں دو ماہ رکھ رہا ہُوں۔ (جس وقت مَیں فوری کہوں میرا مطلب ہے دو ماہ کے اندر اندر) پانچ سو میں سے کم از کم دو سو فوری ادا کر دیں۔ اور بقیہ اسی طرح تین سال کے اندر۔ اس طرح مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً

دو لاکھ پونڈ کی رقم

پاکستان سے جمع ہو جائے گی۔ امریکہ کے لئے مَیں نے تیس ہزار ڈالر مقرر کرکے وہاں ان کو اطلاع بھی دے دی ہے۔ Continent (کانٹیننٹ) سے بڑی اچھی response (رسپانس) آئی ہے۔ ہماری چھوٹی سی جماعت ہے، ڈنمارک کی، انیس سو پونڈ کے وعدے اس چھوٹی سی جماعت کی طرف سے مجھے مل چکے ہیں۔ اس طرح دوسری جماعتیں رشک بھی کر رہی ہیں انگلستان پر اور فکر بھی کر رہی ہیں اپنی جانوں کا۔ یہ رقمیں وہاں بھی جمع ہوں گی۔ اس وقت ہمارے لئے پاکستان سے روپیہ باہر بھیجنا تو ممکن نہیں لیکن حکومت کی اجازت سے ہم کتب باہر بھجوا سکتے ہیں اس مدّ میں سے۔

مَیں نے مغربی افریقہ جانے سے پہلے غالباً ذکر کیا تھا

پریس کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ بہت بڑے پریس کی۔ وہ خط و کتابت ہماری جاری ہے۔ ایک بہت بڑی فرم انگلستان میں بہت اچھے پریس یا پریس کے بعض حصّے بنا رہی ہے۔ میرا خیال ہوا کہ مَیں خود اُسے دیکھ لوں۔ اُن سے وقت مقرر کیا۔ وہاں چلے گئے تو اُن کا مینیجنگ ڈائریکٹر اور ایکسپورٹ کے محکمے کا انچارج دونوں آ گئے اور اُن سے گفتگو ہوئی۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ اتنا بڑا پریس تم نے کیا کرنا ہے۔ مَیں نے کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ساری دُنیا میں قرآن کریم کی کاپیاں flood کر (فلڈ) کر دیں۔ ہر جگہ ہم پہنچا دیں۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔ وہ چونکہ عیسائی تھا اس کا مُنہ سرخ ہوگیا۔ لیکن وہ بات تو ادب سے کر رہا تھا۔ ہمیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں نہ چھپانے کی ضرورت ہے۔

ہمارا مقصد

ساری دُنیا کو فتح کرنا ہے۔ اور فتح ہم کر نہیں سکتے جب تک ہم اس قرآن کریم کی عظمت اور اس کے نُور کو ان کے سامنے پیش نہ کر دیں۔ ہماری طرف سے غفلت ہو رہی ہے۔ غرض کتب یہاں شائع ہوں گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ فارن ایکسچینج کی ایک جیسی حالت نہیں رہتی۔ کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کے لئے اس حکومت کے فارن ایکسچینج کی پوزیشن اتنی اچھی کر دے گا کہ حکومت کہے گی کہ قرآن کریم کی اشاعت کے لئے جتنا چاہو باہر رُوپیہ لے جاؤ اور وہاں بناؤ ہسپتال اور سکول۔ مَیں افریقہ کے اُن ممالک سے جو فوری وعدہ کرکے آیا ہوں وہ قریباً ۲۵-۳۰ ہسپتال کھولنے کا ہے۔ جن کو ہم میڈیکل سنٹر یا ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں۔ اور قریباً ستّر اسّی ہائی سکول ان ممالک میں بنانے ہیں۔ پس مجھے رضا کاروں کی فکر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اخلاص دیا ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ خلافت کی نعمت بھی دی ہے۔ لندن کے احمدی ڈاکٹروں کو جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں مَیں نے کہا دیکھو! خدمتِ اسلام کے لئے یا تو رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو ورنہ مَیں تمہیں حکم دوں گا۔ اور وہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ اس لئے

اپنے ثواب کو کیوں کم کرتے ہو؟

چنانچہ انہوں نے نام پیش کرنے شروع کر دیئے۔ اور وہ ایف۔ آر۔ سی۔ پی (F.R.C.P.) یعنی وہ نوجوان ڈاکٹر جو اپنے ملک میں واپس آکر اپنی قوم کی خدمت کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں لیکن مَیں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ بہر حال یہاں آکر خدمت کرنی چاہئے۔ اگر اس سے زیادہ اچھا موقعہ نہ ہو۔ میرے نزدیک اور آپ کے نزدیک بھی اشاعتِ اسلام کے لئے جہاں بھی خدمت کا موقع ملے وہ نمبر ایک ہے۔ اور قوم کی خدمت نمبر دوم ہے کیونکہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز

کو دُنیا میں پھیلانا اور آپ کے نُور سے دُنیا کے سینوں کو منوّر کرنا یہ بہر حال ہم پر ہے، ایک عام خدمت سے جو ایک انسان اپنے ملک کی کر رہا ہوتا ہے۔ ان کے کئی نام رضا کارانہ طور پر خدمات بجا لانے کے لئے مجھے وہاں مل گئے تھے۔ ان میں سے کئی تو ... سے ہزار پونڈ ماہانہ کما رہے ہیں۔ مَیں نے انہیں کہا تھا کہ مجھے ضرورت پڑی تو تمہیں یہ کام چھوڑنا پڑے گا اور خدمت کے لئے آنا پڑے گا۔

افریقہ کا یہ حال ہے

سارے گیمبیا میں ایک بھی Eye Specialist (آئی سپیشلسٹ) نہیں ہے۔ اگر کسی نے آنکھ ٹیسٹ کروانی ہو تو اُسے سینیگال جانا پڑتا ہے۔ پھر عینک بنوانی ہو تو لندن خط لکھنا پڑتا ہے۔ یہاں جو عینک دس بارہ روپے میں مل جاتی ہے وہاں بیچارے غریب آدمی کو پانچ پونڈ خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اور اسے کئی مہینے انتظار بھی کرنا پڑتا ہے۔ غرض سارے ملک میں ایک بھی آئی سپیشلسٹ نہیں ہے۔ مَیں نے ان کی حکومت کو کہا کہ دُنیا کے مختلف ممالک میں ہمارے بڑے اچھے ڈاکٹر ہیں مَیں ان میں سے کسی کو کہوں گا کہ وہ تمہارے ملک میں آجائے تو وہ بڑے خوش ہوئے۔ اسی طرح سارے ملک میں کوئی ڈینٹسٹ نہیں ہے۔ پس بیچارے کا دانت ٹوٹ جائے مرتے دم تک ٹوٹا ہی رہتا ہے۔ تبادلہ یعنی تنظیم نہیں ہو سکتا۔ ٹی۔ بی کی مرض عام ہے۔ اور صرف باتھرسٹ کے ہسپتال میں ایک ڈاکٹر اور ایک ٹی بی یونٹ ہے۔ اور وہ غیر ملکی ہے۔ اور بارہ مہینے میں سے چھ مہینے ملک سے باہر رہتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چھ مہینے ٹی بی کا علاج کرنے والا وہاں کوئی نہیں ہوتا۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ تم ہمارے ساتھ دو باتوں میں تعاون کرو۔ ایک ہمیں زمین دو کیونکہ زمین ہم باہر سے نہیں لا سکتے

یہ تمہیں دینی پڑے گی۔ اور دوسرے آدمیوں کے پرمٹ دو۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ آ نہیں سکتے۔ چنانچہ وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ زمین دیں گے۔

لائبیریا میں پریذیڈنٹ ٹب مین نے سو ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہاں دو دفعہ وہ اپنے محکموں کو میری اطلاع کے مطابق کہہ چکے ہیں کہ جلدی ان کے لئے انتظام کیا جائے۔ وہاں تو سو ایکڑ میں سکول اور میڈیکل سنٹر وغیرہ بن جائیں گے۔ گیمبیا والوں کو میں نے کہا تھا کہ سپیشلسٹس سنٹر بالترسٹ کے علاوہ چار نئے طبی مراکز بھی انشاء اللہ کھول دوں گا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کی توفیق دے۔ اور یہ کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ انشاء اللہ وہ تعاون کریں گے۔

پس

ساٹھ سکول اور تیس میڈیکل سنٹر

یہ دراصل ایک دو سال کے اندر کھل جانے چاہئیں۔ بعض اس کے ایسے خوشکن پہلو ہیں جن کو میں اس وقت بیان نہیں کرنا چاہتا دیر ہو جائے گی۔ پھر وہ کسی وقت جماعت کے سامنے آجائیں گے۔ اس کے لئے ابتداءً بہرحال روپیہ چاہیئے۔ جب ہم میڈیکل سنٹر کھولیں گے، یہاں سے ڈاکٹر بھیجیں گے تو کرایہ دیں گے۔ جس پر کافی رقم خرچ ہوگی۔ ان سے میرا یہی وعدہ نہیں کہ آئی سپیشلسٹ آئے گا۔ بلکہ وعدہ یہ ہے کہ آئی سپیشلسٹ ان تمام اوزاروں کے ساتھ آئے گا جن کی ایک آئی سپیشلسٹ کو ضرورت ہوتی ہے۔ میرا ان سے یہ وعدہ نہیں کہ ایک اچھا ڈینٹسٹ آئے گا بلکہ ایک ایسا اچھا ڈینٹسٹ آئے گا جس کے پاس ہر وہ سامان ہوگا جو ایک ڈینٹسٹ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ وہ ڈینچر بھی بنائے گا اور ہر قسم کی خدمت بھی کرے گا۔ جو آئی سپیشلسٹ ہے اس کا ایک محکمہ دکانداری کا ہوگا۔ جس میں وہ عینکیں بنائے گا۔ کیونکہ خالی نسخہ لکھ دینا کافی نہیں۔ اس سے تو صرف دس فیصد ان کو سہولت ملتی ہے اس سے زیادہ نہیں ملتی۔ جو فی فیلڈ کا ماہر معالج آئے گا میں نے کہا ہے کہ بہترین Up to date (اپ ٹو ڈیٹ) یہیں سے پلانٹ بھیجیں گے۔ لیبارٹری کو Equipment (اکوپ منٹ) کریں گے۔ سارا بوجھ ہم برداشت کریں گے۔ وہ عمارت بنائیں گے۔ پس ہمیں زمین دو۔

اور انٹری پرمٹ دو۔ ممکن ہے مخالفت کی وجہ سے شروع میں روکیں بھی پیدا ہوں کیونکہ میرے آنے کے بعد جیسا کہ ہونا ضروری تھا بعض طبقوں نے بڑی شدت سے مخالفت شروع کر دی ہے اور

مَیں بہت ہی خوش ہُوں

جتنا انہیں غصّہ آرہا ہے اُتنا ہی میں خوش ہُوں۔ ایک تو اللہ تعالےٰ کا یہ بھی وعدہ ہے ایک حقیقی مسلمان کے لئے کہ جو اس کا مخالف ہوتا ہے اس کو خدا کہتا ہے

موتوا بغیظکم

کہ جلو مرو۔ یہ معاندانِ اسلام جتنا جلیں گے اور اپنے لئے ایک نہایت ہی گندا جگہ قائم کر لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں صرف یہ وعدہ نہیں دیا کہ آگ کے متعلق دنیا یہ نظارہ دیکھے گی کہ وہ جماعت احمدیہ کی غلام ہے۔ صرف یہی وعدہ نہیں بلکہ یہ وعدہ دیا ہے کہ آگ ہمارے لئے جلائی جائے گی۔ تاکہ ہمیں ہلاک کر دیا جائے۔ ایک تو ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ تمہارا مخالف تمہیں ہلاک کرنے کے لئے آگ جلائے گا اور دوسرا وعدہ یہ ہے کہ یہ آگ تمہیں ہلاک نہیں کرے گی۔ بلکہ اس میں سے نہایت خوشبودار اور نہایت حسین پھول نکلیں گے۔ جو تمہاری فتح اور کامرانی پر نچھاور ہوں گے۔ اور اس الہام میں یہ دو وعدے ہیں ایک وعدہ نہیں ہے۔ پس جب آگ ہی نہیں ہوگی تو اس آگ کے پھول ہمیں کیسے ملیں گے۔ وہ آگ جو ہمارے لئے پھول بنا دی جائے گی اور بردًا اور سلامًا بنا دی جائے گی۔ وہ ٹھنڈک ہم کہاں سے حاصل کریں گے؟ ہم خدا تعالےٰ کے فضل اور سلامتی کے وہ نظارے کہاں سے دیکھیں گے اگر وہ آگ نہ جلائی گئی؟ غرض کامیابی اور

فتح اور نصرت کے نظاروں کا انحصار

اس وعدے کے پہلے حصّے پر ہے کہ مخالفت ہوگی اور وہ آگ کی شکل اختیار کرلے گی۔ دُنیا یہ سمجھے گی کہ احمدیوں کو جلا کر خاک کر دیا گیا ہے اور فرشتے ان کے اس خیال پر ہنسیں گے اور درود بھیجیں گے ان احمدیوں پر جو خدا تعالیٰ کی محبت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی بلندی اور عظمت کے لئے دیوانہ وار اس آگ میں کود جائیں گے۔ اور پھر دُنیا یہ نظارہ دیکھے گی۔ آگ ان کو نہیں جلا سکتی۔ آگ، تو ان کی غلام اور اُن کے غلاموں کی بھی غلام

ہے۔ یہ وعدہ تو پُورا ہونا ہے۔ ہمارے آنے کے بعد لندن میں خطوط آئے کہ وہاں مخالفت بڑے زوروں پر ہے۔ اور ان خطوط کو پڑھ کر میرے چہرے پر مسکراہٹ آئی، گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی۔ میں بھی خوش ہوں اور آپ بھی خوش ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے جب اپنے وعدہ کا پہلا حصّہ پُورا کر دیا تو جو اس کا دوسرا حصّہ ہے وہ بھی ضرور پُورا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسے عمل کر سکیں جس سے وہ راضی ہو۔ وہاں ایک طبقہ کی مخالفت کے باوجود میں نے بے حد پیار دیکھا۔ میں نے ایک دن میں

پچاس ہزار سے زیادہ مسکراہٹیں

غیروں سے، عیسائیوں سے اور بدمذہبوں سے حاصل کی تھیں۔ پچاس ہزار سے زیادہ مسکراہٹیں۔ شام کو میرے اپنے جبڑے دُکھنے لگ گئے تھے مسکرا مسکرا کر۔ اور اگلے دن (ہیڈ آف دی سٹیٹ) گون سے جو بڑا اچھا آدمی ہے کہا تمہاری قوم مجھے بڑی پسند آئی ہے۔ کل میں نے پچاس ہزار سے زیادہ مسکراہٹیں تمہاری قوم سے لی ہیں۔ وہ بھی بڑا خوش ہوا۔ ایسے پیارے وہ لوگ ہیں۔ عیسائی اپنے طریق کے مطابق ہمیں دیکھ کر ناچنا شروع کر دیتے۔ اور ان کے ناچنے سے پتہ لگتا تھا کہ یہ مسلمان نہیں عیسائی ہیں۔ ایک تو پہلے چیخ مارتے تھے اور پھر اس کے بعد ناچتے تھے لیکن ان کے دل میں خوشی کا احساس کیوں پیدا ہوا، اور کس نے پیدا کیا؟ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے آسمان سے آئے۔ میرے ساتھ جان نہ پہچان۔ میرا مذہب مختلف، میرا دعویٰ یہ کہ تمہارے مذہب پر ہم نے غالب آنا ہے۔ اپنے سچائی کے نور سے اور محبت اور برہان کی پختگی کے ساتھ اور وہی لوگ ہیں جن کو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تم پر غالب آنا ہے۔ ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے کس نے یہ احساس پیدا کیا کہ ان کو خوش ہونا چاہیئے۔ پس اللہ تعالےٰ کے فرشتے تو اپنا کام کر رہے ہیں ہمیں اپنا کام کرنا چاہیئے۔

حالت اُن کی یہ ہے

کہ قریباً بارہ سال کا ایک بچہ لائبیریا میں امین اللہ سالک صاحب جو ہمارے مشنری ہیں ان کے ہاں کام کرتا ہے۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے

کہنے لگا جان یا جانسن۔ کچھ اس قسم کا نام تھا۔ میں نے کہا تمہارا یہ نام نہیں آج سے تمہارا نام جمیل ناصر ہے اور تم مسلمان ہو میں نے اس سے اتنا کہا وہ گدگد گیا۔ چنانچہ امین اللہ سالک نے بتایا کہ وہاں جاکر ہمارے گھر اس نے خوشی سے کہا کہ آج سے میرا نام جمیل ناصر ہے۔ اور میں مسلمان ہوں۔ پس ان کی یہ حالت ہے عیسائیت کا لیبل لگا ہوا ہے۔ ان کے اُوپر عیسائیت کا کوئی اثر نہیں۔ اور اسلام کو قبول کرنے کے لئے وہ تیار ہیں۔ کئی ایک کو میں نے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ احمدی ہو جاؤ۔ تو جواب دیا ٹھیک ہے ہم احمدی ہو جاتے ہیں۔ صرف ایک فقرہ کہنے سے۔ بعض لوگ پڑھے لکھے تھے انہوں نے پہلے سٹڈی کی ہوئی تھی۔ مگر جماعت میں داخل ہونے سے ڈرتے تھے۔ گیمبیا میں جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے دوسرے دن ہی وہ نوجوان جو ہمارے کمروں میں کام کرتا تھا، اس نے ہمارے ساتھیوں سے کہنا شروع کیا کہ میرے لئے دُعا کے لئے کہیں۔ ایک دن میں نے ان سے باتیں کیں کہ تم سارے پندرہ سولہ ہو۔ سر جوڑو۔ مشورہ کرو اور سارے اکٹھے فیصلہ کر کے احمدیت میں داخل ہو جاؤ۔ کہنے لگے yes سر (ٹھیک ہے جناب)

پس وہ اس قسم کے لوگ ہیں۔ اگر آج ہم جائیں اور صداقت اُن کے سامنے رکھیں

وہ صداقت قبول کرنے کیلئے تیار ہیں

لیکن صداقت ان کے سامنے رکھنا اور یہ کوشش کرنا کہ وہ اس نور سے منوّر ہوں یہ کام ان کا نہیں اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارا کام ہے ہمیں کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے جتنا پیسہ خرچ ہو وہ ہمیں مہیا کرنا چاہیئے۔ جتنے آدمیوں کی ضرورت ہے وہ ہمیں مہیا کرنے چاہئیں۔

ایک اور بات میں بیچ میں لا رہا ہوں۔ محبت کے اس قدر پیاسے ہیں کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور اتنا اثر کرتی ہے محبت ان کے اُوپر کہ دنیا کی کوئی اور چیز اُن پر اتنا اثر نہیں پیدا کر سکتی۔ میرے دل کو تو ویسے ہی اللہ تعالےٰ نے محبت کرنے والا بنایا ہے اور پانچ پانچ۔ سات سات سال کی عمر کے چھوٹے چھوٹے بچوں سے مجھے بڑا اُنس ہے۔ چنانچہ میں تو اپنی اس دلی کیفیت کے مطابق ان کے بچوں کو بھی پیار کرتا رہا ہوں۔ لیکن جب میں نے پہلی مرتبہ ایک افریقن بچے کو اپنی گود میں اُٹھایا اور میں نے اس کو پیار کیا تو مجھے اس عمل پر ایک دھیلہ بھی خرچ نہیں کرنا پڑا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ سارے مجمع پر اتنا اچھا

اثر ہوا کہ خوشی سے وہ اُچھل پڑے اور وہ حیران تھے کہ کیا ہمارے بچے بھی اس قابل ہیں کہ اُن سے پیار کیا جائے۔ کئی سو سال ان پر ظلم ہوا ہے۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور یہ ان کے جذبات ہیں۔

پس

وہ پیار کے بھوکے ہیں

پیار کے بھوکے بھی ہیں اور پیار کے حقدار بھی ہیں۔ ان کا حق ان کو دو تاکہ ان کی پیاس بجھے۔ سینکڑوں (اگر ہزار دل نہیں) بچوں کو اٹھایا ان سے پیار کیا۔ اس کا بے حد اثر ہوا۔ کل زیمبیا کے ایک وزیر اور زیمبیا کے ہائی کمشنر اس کمرے میں تھے جہاں ہم جہاز کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ کامن ویلتھ کی ایک کانفرنس کو attend (اٹنڈ) کرنے کے لئے آئے تھے۔ اُن کے ساتھ دس سال کی عمر کا ایک بچہ تھا۔ وہاں ایک احمدی کو خیال آیا۔ اُس نے پونڈ کا ایک نوٹ نکالا۔ اور میرے پاس آیا کہ اس پر دستخط کر دیں۔ میں اپنے پاس نشانی رکھوں گا۔ اس کے بعد دوسرا آیا۔ پندرہ بیس احمدی تھے۔ بہتوں نے دستخط کروائے۔ وہ حبشی بچہ ایک طرف بیٹھا ہوا تھا اس کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی (یا اس کے بڑوں کے دل میں خواہش پیدا ہوئی)۔

اچانک میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نوٹ میرے سامنے آیا اور وہ حبشی بچے کا تھا۔ نہ ہمیں جانے نہ پہچانے وہ آگیا کہ دستخط کر دیں۔ وہ نوٹ تو میں نے اس کو واپس کر دیا اور اپنی جیب سے پانچ پونڈ کا ایک نوٹ نکالا اور اس پر میں نے دستخط کئے اور وہ اُسے دے دیا۔ یہ تو معمولی چیز ہے لیکن میں کھڑا ہوا میں نے بڑی شفقت کے ساتھ اُسے پیار کیا۔ اچانک میری نظر پڑی تو اس کا باپ ہائی کمشنر اور وزیر میرے کھڑے ہونے کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے اور اتنے ممنون اس پیار کے کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اپنے ملک کا وہ وزیر۔ اپنی طاقت اور وجاہت کے باوجود جو اس کو اپنے ملک میں اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس کو کہیں پیار نہیں ملا۔ وزارت مل گئی اور دنیوی عزتیں مل گئیں۔ لیکن پیار نہیں ملا۔ چنانچہ وہ ایک بچے کو پیار کرنے سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ان کا تو حال دیکھنے والا ہوتا تھا۔ جب میں اُن کو گلے لگا لیتا تھا۔ (بعض اچھا کام کرنے والے ہوتے تھے۔ اُن سے میں پیار کرتا تھا) یہاں بڑا غلط خیال ہے کہ حبشی کے جسم سے بدبو آتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے وہاں کئی ہزار معانقے کئے ہیں اور سوائے ایک یا دو آدمیوں کے قطعاً کوئی بو نہیں آئی۔

وہ بڑے صاف لوگ ہیں

صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور پاکستانیوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ میں نے کسی جگہ پانی نہیں دیکھا جہاں کپڑے دھونے والے افریقن نہ ہوں۔ وہ ہر وقت کپڑے دھوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ لوگ دن میں تین دفعہ نہاتے ہیں۔ اور دن میں دو چار دفعہ جُبّے بدلتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے۔ جب وہ جُبّہ بدلتے تھے تو ساتھ ہی ان کی شکلیں بدل جاتی تھیں۔ پتہ نہیں لگتا تھا کہ یہ وہی ہے کہ جس نے پہلے ایک اور رنگ کا جُبّہ پہنا ہوا تھا۔ پس بہت صاف ستھرے لوگ ہیں لیکن وہ پیاس جو ہے ان کے دل میں وہ سوائے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا اور ہم آپ کے غلام بلکہ غلاموں کے بھی غلام ہیں۔ یہ فرض خدا تعالیٰ نے ہمیں سونپا ہے کہ ہم ان کو پیار دیں اور ان کی پیاس کو بجھائیں۔ عیسائی اور بد مذہب اس بات کا اظہار کرتے تھے۔ وہاں میرے پاس سینکڑوں میلوں سے بڑے بڑے وجاہت والے اور پیسے والے افریقن بھی آتے ہیں کہ دُعا کریں۔ دُعا ان کو کہیں نہیں ملتی۔ دعا بھی پیاس کا نتیجہ ہے۔ ان کو یہ احساس ہے کہ یہاں سے ہمیں پیار بھی ملے گا۔ اور دُعا بھی اور پھر یہ کہ یہ ہمدرد ہیں۔

میں سوچتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ باغ لگایا

آپ کو اپنی زندگی میں یہ خواہش تھی کہ آپ وہاں جائیں اور دیکھیں کہ کیسے پھل لگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دیتا۔ لیکن حکمتِ الٰہی نے ایسا مقدر نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر شروع میں ہم چلے جاتے تو ہماری بات پر اعتبار نہ کرتے۔ اب پچاس سالہ خدمت کے بعد میں دھڑلے سے انہیں کہتا تھا اور وہ مانتے تھے۔ اور پہلے ہی وہ سمجھتے تھے اور اس بات کا وہاں پر اثر ہے۔ ایک عیسائی کو میں نے مثلاً یہ کہا وہی بات میں اوروں کو بھی کہتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جب عیسائیت یہاں پر آئی تو پیغام یہی لے کر آئی تھی کہ ہمارا Message (میسج)

Message of Love

(میسج آف لو) ہے۔ لیکن پادریوں کے پیچھے یورپی اقوام کی فوجیں تھیں اور تم نے جو اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کیا وہ یہ تھا کہ اس Message of love نے سوائے اس جُبّے کے کچھ نہیں دیا جس نے اپنے اندر تلوار کو چھپایا ہوا ہے۔ اور تمہیں حقارت سے دیکھا۔ تمہارے اموال لوٹ کر لے گئے۔ میں نے گوروں کو بھی کہا کہ میں نے تمہاری تاریخ اور تمہارے حالات سے متاثر ہو کر ایک دوست سے یہ کہا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا تھا۔ مگر سب کچھ ہی تم سے چھین لیا گیا۔ تمہارے لئے ان لوگوں نے کچھ نہیں چھوڑا۔ لیکن ان کو میں نے کہا۔ پچاس سال سے ہم تمہارے ملک میں ہیں اور تم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ تمہارے ملک سے ایک دھیلہ بھی ہم باہر لے کر نہیں گئے۔ تمہاری دولت کی ہمیں حرص نہیں ہے تمہاری محبت سے مجبور ہو کر ہم یہاں آئے ہیں اور تمہاری سیاست میں ہم حصہ نہیں لیتے۔ ہم ان ملکوں میں سیاسی اقتدار نہیں چاہتے۔ ہم تمہاری خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو تمہارے دلوں کو جیتنا چاہتے ہیں۔ اور

دل پیار سے ہی جیتے جا سکتے ہیں

طاقت سے نہیں جیتے جا سکتے۔ طاقت نہ دل میں تبدیلی پیدا کر سکتی ہے نہ دل کو جیت سکتی ہے۔ زبان سے کہلوا سکتی ہے۔ لاکھوں آدمیوں کو تباہ کر سکتی ہے مجھے دو امریکن ملے۔ میں نے اُن سے کہا کہ انسانیت سے تمہیں کوئی پیار نہیں۔ کہنے لگے کیسے؟ میں نے کہا تم نے ملین در ملین ڈالر خرچ کر کے جو چیز تیار کی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنے کے لئے کی ہے۔ ایٹم سے اب ایچ بم ہو گئے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ انسان انسان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ قوم قوم کی تحقیر کر رہی ہے۔ وہ پڑھے لکھے تو ہیں میں نے نہ روس کا نام لیا اور نہ امریکہ کا۔ ویسے ہی عام بات کی تھی۔ کہ دُنیا کی اقوام یہ کر رہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آگے سے مجھے جواب یہ دیا کہ اب ہماری روس کے ساتھ ایک حد تک Understanding (انڈرسٹینڈنگ) ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے۔ تو میں نے کہا but out of fear not out of Love تم نے مجبور ہو کر خوف کی وجہ سے یہ انڈرسٹینڈنگ کی ہے۔ محبت کے نتیجہ میں تو یہ بات نہیں ہوئی ان میں سے ایک کھسیانا ہو کر کہنے لگا کہ بہر حال ایک قدم صحیح راستے کی طرف اٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ مان لیتا ہوں۔ لیکن انسانیت سے محبت نہیں۔

اسلام نے ہمیں انسان سے محبت کرنا سکھایا ہے

محبت کا لفظ عربی معنی میں میں استعمال نہیں کر رہا۔ وہاں وہ لفظ ہم استعمال نہیں کرتے کیونکہ عربی میں جب محبت کا لفظ بولا جائے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی نقل کرنی ہے۔ پس جو بد اخلاقیوں میں گرے ہوئے انسان ہیں ان کی ہم نے نقل نہیں کرنی۔ لیکن اُردو میں اس معنے میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ اور میں اُردو میں ہی استعمال کر رہا ہوں۔ پس انسان سے محبت کرنا سکھائی۔ مساوات سکھائی۔ کتنا عظیم سبق دیا ہے۔ میں نے اکثر جب بڑے مجمع میں جس میں بہت سارے دوسرے لوگ بھی شامل ہوتے تھے ان کو میں نے کہا کہ آنحضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف مساوات کی تعلیم نہیں دی بلکہ ایک حسین رنگ میں اس پر عمل بھی کیا۔ اور افریقہ میں ایک افریقن کی مثال دیتا ہوں۔ کہ آپ کی زندگی میں ایک افریقن تھا۔ مکّہ میں رہا کرتا تھا۔ مکّہ کے جو چیفس تھے ان کا وہ غلام تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے نورِ ہدایت دکھایا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ وہ پہلے اُسے صرف حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے اسلام لانے کے بعد ان کی حقارت اور نفرت اور بڑھ گئی۔ جو ظلم انہوں نے اس پر ڈھائے اس کے تصور سے آج بھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ایک مسلمان نے اس کو خرید کر آزاد کرایا۔ اور اس طرح وہ انسان کی برادری میں آکر شامل ہو گیا۔ سرداران مکّہ میں سے جو مسلمان ہوئے تھے۔ (بڑے بڑے سردار بھی مسلمان ہوئے ہیں اگرچہ ان کی تعداد کم تھی) وہ ان کے برابر ہو گیا پھر فتح مکّہ کے روز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا تیار کیا اور اس جھنڈے کا نام آپ نے بلالؓ کا

جھنڈا رکھا

پھر ایک جگہ اُسے نصب کرایا۔ پھر اہل مکّہ کو یہ کہا کہ یہ اس غلام کا جھنڈا ہے جس کو تم حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اور جس پر ظلم ڈھایا کرتے تھے۔ آج اگر پناہ چاہتے ہو تو اس جھنڈے کے نیچے آجاؤ چنانچہ یہ چیز ایسی نہیں جو صرف مسلمان پر اثر کرنے والی ہو۔ ہر افریقن پر اس نے اثر کیا اور کرنا چاہیئے تھا۔ میں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ یہ تو درست ہے۔ ان کی نگاہ تو مجھے دیکھ رہی تھی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کے نائب اور خلیفہ کو۔ میری بڑی قدر کرتے تھے۔ اُن کی نگاہ میں میری بڑی عزت تھی۔ ویسے جیسا کہ میں نے بتایا ہے (خدا تعالیٰ کبر و غرور سے محفوظ رکھے) میں تو بڑا ہی عاجز انسان ہوں۔ بہرحال جس نگاہ سے وہ دیکھ رہے تھے ان کی طبیعت پر یہ اثر ہوتا تھا کہ جس شخص کی عزت اتنی ہماری نگاہ میں قائم کی ہے وہ اپنے میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ کہیں معانقے ہو رہے ہیں۔ کہیں پیار ہو رہے ہیں۔ کہیں کسی اور رنگ میں محبت کا اظہار ہو رہا ہے نہایت ہی حسین معاشرہ اس چھوٹے سے ماحول میں پیدا ہو رہا ہے۔ اور یہ چیز سوائے احمدیت کے کہیں اور پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ سوائے احمدیت کے کسی جگہ نہیں مل سکتی تو کتنی بڑی ذمہ داری آپ پر عاید ہوتی ہے کہ جن سے اُن کو یہ چیز مل سکتی ہے اور ان کی ضرورت پوری ہوتی ہے اور پیاس بجھتی ہے آپ انہیں یہ چیز دے سکتے ہیں اور آپ دیتے نہیں تو اس کی وہی مثال ہو جائے گی گو تھوڑا سا فرق ہے کہ ایک بزرگ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے پہلے خانہ کعبہ کے اندر

ایک رؤیا دیکھی

جس کی تعبیر انہیں سمجھ میں نہ آئی۔ جب وہ حج سے واپس آئے تو انہوں نے اپنے پیر کو لکھا کہ اس طرح میں نے یہ رؤیا دیکھی ہے۔ اور میں بہت گھبرا رہا ہوں۔ رؤیا بے تعبیر مطلب اور سچی۔ سچی خواب کے متعلق یہ سنّۃ فیصلہ ہے کہ اس کی تعبیر کی جاتی ہے... آپ مجھے تعبیر بتائیں۔ میں پریشان ہوں۔ اس خواب میں انہوں نے دیکھا کہ ایک چارپائی ہے جس پر ایک بیمار لیٹا ہوا ہے۔ اور پانچ دس اطباء اس چارپائی کے گرد کھڑے ہیں۔ اور اس کا علاج کر رہے ہیں۔ اور اُسے کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ اس چارپائی سے آٹھ دس قدم کے فاصلے پر ایک طبیب بیٹھے ہیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ اگر یہ طبیب اس مریض کی طرف متوجہ ہو تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔ لیکن وہ طبیب متوجہ نہیں ہو رہا اس کی حالت ہم نے نہیں بتائی۔ کہ جو چیز صرف ہم دے سکتے ہیں وہ ہم نہ دیں بہرحال ہمارا فرض ہے کہ وہ چیز ہم ان تک پہنچائیں۔ محبت اور پیار۔ ہمدردی اور غمگساری اور مساواتِ انسانی کو حقیقی طور پر ان کی زندگی میں پیدا کریں۔ محض منہ کی باتیں نہیں بلکہ اپنی زندگی میں یہ ثابت کریں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ وہ خواب میں پوری سُنا دیتا ہوں۔ خواب میں ان کو بڑی گھبراہٹ تھی کہ کیا بنے گا اس مریض کا کہ جس طبیب کے علاج سے یہ صحتمند ہو سکتا ہے اس کی اس طرف کوئی توجہ نہیں۔ اور جن کے علاج بالکل بے اثر ثابت ہو رہے ہیں وہ چارپائی کے گرد بیٹھے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے پیر کو یہ خواب لکھی تو جواب میں انہوں نے لکھا کہ

خواب کی تعبیر یہ ہے

کہ جو مریض تم نے دیکھا ہے وہ اسلام ہے اور جو اطباء تم نے چارپائی کے گرد دیکھے ہیں وہ میرے اور تیرے جیسے لوگ ہیں۔ جو آٹھ دس قدم کے فاصلہ پر طبیب دیکھا ہے کہ جس کے متعلق بتایا گیا کہ اگر یہ مریض کی طرف متوجہ ہو تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔ وہ مہدی معہود ہے۔ اور خواب میں زمانہ تمہیں مکان کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ جو عام قاعدہ ہے خوابوں میں تعبیر کرنے کا۔ مہدی جو ہیں وہ آٹھ دس سال کے بعد مبعوث ہوں گے۔ اور پھر اسلام کی مرضوں کا علاج ہوگا۔ اور اس کے آٹھ دس سال بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ بالکل چند سال پہلے کی یہ خواب ہے۔

پس یہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بڑا زبردست نشان

ہے۔ لیکن میں آپ کو یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان مظلوم اقوام کے تمام مرضوں کا علاج صرف آپ کے پاس ہے۔ اور آپ کو ہر قسم کی قربانی دے کر ان کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ پیاسے ایڑیاں رگڑتے اس دُنیا سے چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ جواب دہ ہوں گے کہ کیوں اس دولت کو ان لوگوں تک نہیں پہنچایا کہ جس دولت کے نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ اس دُنیا میں زندگی کے دن خستہ حالی میں گزارتے رہے۔

آج میں پاکستان کے لئے اس تفصیل کے ساتھ باوجود اس کے کہ یہاں سے باہر روپیہ بھیجنا موجودہ حالات میں ممکن نہیں لیکن کتابوں کی شکل میں حکومت کی اجازت سے جا سکتا ہے۔ پریس لگ رہا ہے۔ دراصل

پریس کے متعلق

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ وقت ہے کہ اسلام کی تعلیم کو جو روشن شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوئی اس کو کثرت سے دُنیا میں پھیلایا جائے۔ کیونکہ دُنیا آج اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ غرض اس کے لئے پریس چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم شان ہے۔ اس نے ایک سیکنڈ میں پریس، اس کی اہمیت، روپیہ کہاں سے آئے گا، کیسے آئے گا اور کتنا آئے گا یہ ساری باتیں میرے ذہن میں ڈال دیں اور اس پریس کے لئے نہ میں نے اپیل کی ہے اور نہ کروں گا۔ بعض لوگوں نے روپیہ دیا ہے۔ اللہ انہیں جزا دے۔ یہ تھوڑی سی رقم ہے۔ پندرہ بیس تیس ہزار کی۔ مگر پریس کے خرچ کا اندازہ دس سے بارہ لاکھ روپیہ ہے۔ پس انشاء اللہ وہ لگ جائے گا۔ بڑے اچھے اچھے پریس بن گئے ہیں۔ دُعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا جلدی انتظام کر دے۔ کیونکہ یہ جتنی جلدی لگے گا اتنا ہی اچھا ہے۔ دُنیا کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی کیونکہ ہمیں ثواب ملے گا۔

پاکستان کے لئے میں آج یہ اعلان کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اس اعلان کی وجوہات۔ دلائل۔ ضرورتیں مختصراً بیان کیں۔ پاکستان کے لئے میری طرف سے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کا منصوبہ ہے کہ

کم سے کم دو سو مخلص احمدی ایسے ہوں

جو کم از کم پانچ ہزار روپے کا وعدہ کریں جس میں سے ۲/۵ فوری طور پر یعنی ایک دو ماہ کے اندر اندر اور بقیہ تین سال میں پھیلا کر ادا کر دیں۔ اور دو سو مخلصین ایسے ہوں جو دو ہزار کا وعدہ کریں اور ایک ہزار فوری ادا کر دیں۔ باقی قسطوں میں تین سال کے عرصہ میں ادا کر دیں۔ اور ایک ہزار ایسے مخلصین جو پانچ سو سے دو ہزار کے درمیان جتنا جتنا اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے وہ وعدہ کریں۔ اور جتنا وعدہ کریں اس میں سے ۲/۵ فوری ادا کر دیں۔ یعنی ایک دو ماہ کے اندر اندر۔ اور بقیہ تین سال کے اندر۔ اور باوجود اس کے کہ اس وقت ملک کے فارن ایکسچینج کی موجودہ صورت میں ہم یہ رقم روپے کی شکل میں باہر نہیں بھیج سکتے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ دوسرے ممالک میں انتظام کر رہا ہے۔ لیکن اور بہت ساری چیزیں ہیں جن کے اُوپر پاکستان میں خرچ کرنا پڑے گا۔ بعض ایسے کام ہیں جن کا اثر براہِ راست مغربی افریقہ کے ممالک پر پڑتا ہے۔ مثلاً کثرت سے کتب کا شائع ہونا۔ کثرت سے مبلغین کا ایک اور سکیم کے ماتحت ٹرینڈ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اور جو پانچ سو سے کم دینا چاہیں میں انہیں ثواب سے محروم نہیں رکھنا چاہتا۔ مثلاً بعض دفعہ ایسی اپیلیں آتی ہیں، بچے آ جاتے ہیں کہ ہم طالب علم ہیں۔ ہمیں جیب خرچ ملتا ہے۔ ہم پچاس یا سو نہیں دے سکتے۔ آپ ہمیں کیوں محروم کرتے ہیں اُن کے لئے یہ ہدایت ہے کہ ایک دھیلے سے لے کر پانچ سو روپیہ تک جتنا چاہیں دیں لیکن نقد تا کہ حساب نہ رکھنا پڑے۔ تین سال کے اندر جب بھی اللہ انہیں توفیق دے وہ اس مد میں اپنی طرف سے حسبِ توفیق جمع کروا دیں لیکن ہم اُن کا وعدہ نہیں لکھیں گے۔ نہ ان کی وصولی کا انتظام کریں گے۔ نہ ان کے رجسٹر بنائیں گے۔ پانچ سو سے کم جس نے رقم دینی ہے وہ ایک دھیلہ۔ ایک روپیہ۔ سو روپیہ۔ یا دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ یا چار سو روپیہ یا ۴۹۹ روپے تک وہ نقد دے دے۔ اس پر بھی کوئی بار نہیں اور ہمیں بھی کوئی تردد نہیں۔ اور میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ رقم انشاء اللہ ۲۴ لاکھ سے اُوپر نکل جائیگی جس کا مطلب یہ ہے کہ دو لاکھ پونڈ سے زیادہ۔ جتنا زیادہ ہم وہاں کام کریں اتنی جلدی ہم ان کو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت سکتے ہیں۔ وہ تیار ہیں لیکن جیسا کہ ایک موقعہ پر میں نے وہاں کے طالب علموں کو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل اور فراست دی ہے تم کسی قوم سے پیچھے نہیں ہو۔ کیونکہ ساتھ ہی میرا پیغام امید کا پیغام بھی تھا۔

Tree of destiny

کا محاورہ میں نے بولا تھا۔ پتہ نہیں کہیں اور بولا گیا ہے یا نہیں۔ مجھے یہ اب بھی بڑا پسند ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ

تمہارے مقدر کے درخت پر

تمہارے پھل تو تیار ہیں۔ لیکن تمہاری گود میں پکے ہوئے پھل کی طرح نہیں گریں گے۔ تمہیں اس درخت پر چڑھنا پڑے گا۔ اور یہ پھل حاصل کرنا پڑے گا۔ اور یہی ایک حقیقت ہے اس واسطے مایوس نہ ہو،

کوشش کرو۔ کسی سے پیچھے نہ رہوگے۔ جن اقوام کا تم پر رعب ہے وہ رعب جاتا رہے گا۔ کیونکہ تم میں سے بہت سے ان سے آگے نکل جائیں گے۔ ہر میدان میں سائنس میں اور ہر علم میں۔ **آپ کو بھی اپنی قسمت کے پھل کے حصول کے لئے ایثار اور قربانی اور دُعا کے درختوں پر چڑھنا پڑے گا۔ تب آپ کو اپنے مقدّر کا پھل ملے گا۔ جو اتنا شیریں اور لذیذ اور خوشبودار ہوگا کہ آپ کے علاوہ آج کی دُنیا میں ویسا پھل کسی اور انسان کے مقدّر میں نہیں ہوگا۔** اللہ تعالےٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں نباہیں، اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان سے۔ اور وہ سعی مشکور کی ہمیں توفیق عطا کرے۔

اب ارادہ تو میرا تھا چند منٹ اور بولنے کا۔ وقت آدھے گھنٹے سے اُوپر ہوگیا ہے۔ اب مصافحے بھی ہونے ہیں۔ میرا دل کرتا ہے آپ سے مصافحہ کروں بے شک ساڑھے دس گیارہ بج جائیں۔ وہاں تو ایک آدمی نے گِنا تھا۔ پانچ منٹ میں ایک سو ساٹھ سے ایک سو اسّی مصافحے ہوئے۔ جہاں ترتیب ہو وہاں وقت ضائع نہیں ہوتا۔ ترتیب سے ملیں بہرحال جتنا بھی وقت لگے گا انشاء اللہ مَیں ہر ایک دوست سے مصافحہ کروں گا لیکن اس سے پہلے مَیں دُعا کرا دوں گا کہ ہماری زندگی **کا حقیقی مقصد حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان اور جلال کا قیام ہے۔ خدا کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے ساری دُنیا میں اس عظمت کو قائم شدہ دیکھیں اور خوشیوں کے دن پائیں۔**

(اس کے بعد حضور نے اجتماعی دُعا کروائی۔ دُعا کے بعد تمام احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ یہ سلسلہ گیارہ بجے رات تک جاری رہا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔)

رمضان المبارک

برکتوں والا مہینہ جلد شروع ہونے والا ہے!!

از مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی درویش قادیان

شعبان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ پیش خیمہ ہے اس کا کہ اب رمضان کے مہینے کی اپنے پورے تقدس اور بے شمار برکات کے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ ہماری زندگی میں ایک بار پھر آمد آمد ہے۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس کی برکات سے معمور ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں ذکر ہے۔ اور رمضان کی حقیقت اور روزوں کی حکمت کے بارے میں وضاحت سے بیان ہُوا ہے۔ سال بھر میں رمضان سب سے زیادہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اور اس مقدس مہینہ میں ایک ایسی بابرکت رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن مجید جیسی کامل و دائمی شریعت (اور نسلِ انسانی کے لئے مکمل ضابطۂ حیات) نازل ہونی شروع ہوئی۔ زمانۂ نبویؐ میں ہر سال اس بابرکت مہینے میں جبرئیلؑ حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید (جتنا نازل ہو چکا ہوتا تھا اس) کا دور کروایا کرتے تھے۔ یہ بابرکت مہینہ اصلاحِ نفس کے لئے۔ تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرنے کے لئے اپنے اندر مقناطیسی اثر رکھتا ہے۔ انابت الی اللہ۔ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے اور خصوصی دُعائیں کرنے کے لئے بڑے زور سے طبیعت کا میلان اس مہینے میں ہوتا ہے۔ تہجد۔ تراویح۔ تلاوتِ قرآن مجید۔ ذکرِ الٰہی۔ تسبیح و تحمید اور درود و سلام کی کثرت سے خوابیدہ راتوں اور بے حس دِنوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ رمضان المبارک کی عبادات زندگی بخش ہیں۔ ایمان۔ ایقان اور روحانیت کو تازگی بخشتی ہیں۔ اور مقامِ محمود تک پہنچا دینے میں تاثیر رکھتی ہیں۔ غرض رمضان سے مسلمان کی رُوحانی تربیت مکمل ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قُربت حاصل ہوتی ہے۔ دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ رمضان کا مہینہ اپنے ساتھ بہت سی برکتیں لے کر آتا ہے۔

رمضان المبارک کی اصل اور مخصوص عبادت روزہ ہے۔ روزہ وہ رُوحانی عبادت ہے جس سے رُوح میں قوت۔ اخلاق میں بہتری۔ خیالات میں جلا اور پاکیزگی اور دل و دماغ میں نُور پیدا ہوتا ہے۔ یہ رُوحانیت کے اعتبار سے مسلمانوں کے لئے سرسبز و شاداب مہینہ ہوتا ہے۔ روزہ وہ عبادت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں خود اس کی جزاء ہُوں۔

رمضان کے روزے ہر بالغ۔ عاقل۔ باصحت مسلمان پر فرض ہیں جبکہ وہ مقیم ہو۔ لہٰذا دوستوں کو اس بابرکت مہینے میں پورے التزام سے روزہ رکھنا چاہیئے۔ اور روزہ رکھ کر رمضان کے مقدس مہینے کی برکات سے مقدور بھر فیضیاب ہونا چاہیئے۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ صرف کھانے پینے اور تعلقاتِ جنسی سے اجتناب کا ہی نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ رُوحانی مجاہدہ ہے۔ اور ضبطِ نفس۔ تقویٰ و طہارت اور اللہ تعالےٰ کی طرف انابت اور اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے اپنی جدّوجہد کو تیز تر کر دینا اور خشوع کے ساتھ دعائیں کرنا روزہ کا مقصود ہے۔ روزہ دار کو زیادہ وقت عبادات اور ذکرِ الٰہی میں گزارنا چاہیئے۔ رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کریم زیادہ کرنی چاہیئے۔ اگر ایک مرتبہ دو یا تین یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ قرآن کریم کے دَور ہو سکیں تو بہت اچھی بات ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت اس کے معانی۔ مطالب اور مضامین پر بھی غور کیا جائے۔ جن مقامات پر اللہ تعالےٰ کے جلال۔ عظمت و جبروت کا ذکر ہو اس کی تکبیر۔ تسبیح و تحمید بیان کرتے ہوئے گزرا جائے۔

رمضان المبارک میں تہجد میں مداومت اختیار کی جائے۔ جو دوست معذوری کی وجہ سے تہجد ادا نہ کر سکتے ہوں انہیں نمازِ تراویح میں شامل ہونا چاہیئے۔

رمضان المبارک میں حسبِ توفیق صدقہ و خیرات بھی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم کی سنّت تھی کہ رمضان کے مہینے میں آپ تیز آندھی کی طرح بیتے کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے۔

جو لوگ دائم المریض یا ضعیف العمر ہونے کے باعث روزے رکھنے سے معذور ہوں انہیں اپنی حیثیت کے مطابق کھانے یا نقد رقم سے فدیہ کے طور پر غرباء کی امداد کرنی چاہیئے۔ مریض اور مسافر جن کو مالی وسعت حاصل ہو۔ اُن کا رمضان میں فدیہ ادا کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ اور صحت یاب ہونے پر اور سفر ختم ہونے کے بعد رمضان کے چھُوٹے روزے بھی پُورے کرنے چاہئیں۔ یہ امر ان کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوگا۔

رمضان المبارک عبادات کا مہینہ ہے۔ اسلئے روزہ دار کو نمازوں۔ نوافل۔ ذکرِ الٰہی تلاوتِ قرآن مجید۔ تسبیح و تحمید۔ درود اور دُعاؤں میں وقت گزارنا چاہیئے۔ تہجّد کی نماز کو سب سے زیادہ افضلیت حاصل ہے۔ کیونکہ قبولیتِ دُعا کے لئے نصفِ شب اور وقتِ سحر وہ خاص وقت ہے جبکہ اللہ تعالےٰ عرش سے سمائِ دنیا پر اُتر کر اپنے بندے کی عاجزانہ دُعاؤں اور التجاؤں کو سُنتا ہے۔ اور شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے کو قبولیتِ دُعا سے گہرا تعلق ہے۔ اس میں دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ اس بابرکت مہینے میں اسلام کی ترقی کے لئے۔ سلسلہ کے راستے میں جو روکیں ہیں ان کے دُور ہونے کے لئے۔ اسلام و احمدیت کی تبلیغ۔ اشاعت اور غلبہ کے لئے بہت دُعائیں کرنی چاہئیں۔ اس مبارک مہینے کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اس مقدس مہینے اور اس کے بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ نزولِ برکاتِ الٰہی کے یہ خاص دن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان دیکھنا نصیب کرے اور اس مبارک مہینے میں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق بخشے تاکہ ہم اللہ تعالےٰ کے اخیار اور ابرار بندوں میں شمار ہو سکیں۔

اَللّٰھُمَّ اٰمین

مبلّغین جماعت کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

جماعت احمدیہ مدراس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق خاکسار کا تبادلہ اوائل جون ۱۹۷۰ء میں بمبئی سے مدراس میں ہوا۔ خاکسار کے آنے کے بعد باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ مہینہ میں دو اتواروں کو مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کا مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے اور اجلاسوں کے بعد خاکسار قرآن کریم اور حدیث کا درس دیا کرے۔ اور مہینہ کے باقی دو اتوار انفرادی و اجتماعی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے وقف کی جائیں۔ چنانچہ حسب فیصلہ مجوزہ پروگرام پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی بھی مہینہ میں ایک مرتبہ تربیتی میٹنگ ہوتی ہے۔ اور اسی طرح مستورات بھی پردے کی رعایت سے درس القرآن اور حدیث سے مستفید ہوتی رہتی ہیں۔

تبلیغی سرگرمیاں

عرصہ زیر رپورٹ میں اُن علاقوں میں بذریعہ سائیکل جانے اور لٹریچر تقسیم کرنے کا متعدد مرتبہ موقعہ ملا جہاں عیسائی مشنری سرگرم ہیں۔ اسی طرح خاکسار نے مدراس کے عیسائیوں کے رہنما آرچ بشپ (Arch bishop of Madras) اور دیگر بارہ عیسائی مشنوں اور ان کے انچارجوں کے نام عیسائیت سے متعلقہ تبلیغی لٹریچر روانہ کئے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق مورخہ ۲۸ر جون بروز اتوار یوم تبلیغ منایا گیا۔ جس کے سلسلہ میں مقامی احباب جماعت کے تعاون کا ممنون ہوں۔ مورخہ ۱۴ر جون کو بمقام کوڈمباکم انجمن ترقی نوجوانان کلب میں ایک ہندو معزز کی زیر صدارت ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں خاکسار اور مکرم محی الدین علی صاحب نے اپنی تقریروں میں احمدیت کا امن بخش پیغام پہنچایا۔ مورخہ ۳ر جولائی ۷۰ء کو تامل ناڈو کے گورنر سردار اُجل سنگھ صاحب سے خاکسار اور مکرم نوجوان صاحب نے ملاقات کی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ۲۰ منٹ تک گفتگو کی۔ اور ان کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

مورخہ ۲۸ر جولائی تا یکم اگست کو یہاں کے مقامی New College میں Islamic Muslim Educational Association کے زیر اہتمام ایک Seminar منعقد ہوا۔ آخری دن یعنی یکم اگست کو اختتامی اجلاس کے بعد وسیع پیمانہ پر سامعین میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مورخہ ۱۴ر اگست کو مدراس سے ساٹھ میل دُور منتی نامی گاؤں کی جامع مسجد میں نماز فجر کے بعد ایک تربیتی و تبلیغی تقریر کی۔ اسی دن اس مقام پر ایک شادی کی تقریب میں شریک ہو کر اُس اجتماع کو پون گھنٹہ تک خطاب کیا۔ جس میں تین اور چار صد کے درمیان غیر احمدی حضرات شریک تھے۔ تقریب کے بعد بہت دیر تک اس گاؤں کے معززین کے ساتھ مختلف دینی مسائل پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مدراس کو تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے میدانوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی ذوق و شوق اور جوش و ولولہ کے ساتھ ہزاروں افراد تک حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرماتے آمین۔

جماعت احمدیہ مدراس کی بڑھتی ہوئی تعداد اور تربیتی و تبلیغی کاموں کی بہتات کی وجہ سے ایک عرصہ سے ایک مستقل دار التبلیغ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ خاکسار کے آنے کے بعد اس سلسلہ میں مرکز کے ساتھ ضروری کارروائیوں کے لئے خط و کتابت ہوتی رہی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے ابتدائی مراحل طے ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی غیب سے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ جماعت احمدیہ مدراس کا اپنا دار التبلیغ قائم ہو جائے آمین۔

خاکسار: محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس۔

جماعت احمدیہ شنکرن کوئیل (تامل ناڈو)

مدراس سٹیٹ (تامل ناڈو) کے ترونلویلی ضلع میں واقع شہر شنکرن کوئیل میں احمدیت کا پیغام دو سال قبل مدراس میں منعقدہ عالمی نمائش کے احمدیہ سٹال کے توسط سے پہنچا تھا۔ عرصہ سے ہمارا ارادہ تھا کہ شنکرن کوئیل میں ایک تبلیغی جلسہ عام منعقد کیا جاتے اور تمام اہالیان شہر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا کر اتمام حجت کیا جائے۔ چنانچہ مورخہ ۶ر ستمبر کو ایک شاندار اور کامیاب جلسہ عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ الحمد للہ کہ محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب انچارج مبلغ کیرلہ۔ مکرم مولوی محمد علوی صاحب مبلغ کوٹار اور محترم مولوی زین الدین صاحب کے علاوہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے کوٹار۔ ساتان کولم۔ اور میلاپالیئم سے بھی احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے۔ جلسہ کے بارے میں شہر میں وسیع پیمانے پر اعلان کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کے لئے یہاں کے ایک پبلک مقام کو منتخب کیا گیا جو شہر کے عین وسط میں ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کا معقول اور تسلی بخش انتظام تھا۔ حسب پروگرام یہ جلسہ شام کو سات بجے محترم مولوی زین الدین صاحب کی صدارت میں محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم عمر خطاب صاحب کی نظم کے ساتھ آغاز پذیر ہوا۔ مکرم محمد علی صاحب صدر جماعت احمدیہ شنکرن کوئیل نے استقبالیہ تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم صدر جلسہ نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور اس کے عقاید پر سیر حاصل تقریر کی۔ اس جلسہ کی پہلی تقریر ہمارے نو مبائع اور مخلص احمدی بھائی مکرم حسن ابوبکر صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ بی ایڈ کی سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ہوئی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی محمد علوی صاحب کی ہوئی۔ آپ نے رسول کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ اور اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ پیدا شدہ رُوحانی انقلاب کو بالوضاحت بیان کیا۔ تیسری تقریر خاکسار کی ہوئی۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض و غایت۔ جماعت احمدیہ کا قیام۔ اس کے عقائد اور اس کی بین الاقوامی سرگرمیوں کے متعلق اُردو زبان میں تقریر کی جس کا تامل میں ترجمہ ساتھ کے ساتھ مکرم صدر صاحب سُناتے رہے۔ اس جلسہ کی آخری تقریر محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب کی ہوئی۔ آپ نے تامل زبان میں اسلام کی نشأۃ اولیٰ۔ نشأۃ ثانیہ۔ وفات مسیح علیہ السّلام۔ صداقت مسیح موعود علیہ السّلام اور خلافت احمدیہ کے بارے میں عالمانہ تقریر فرمائی۔ صدارتی تقریر اور شکریہ کے ساتھ رات کے دس بجے یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی اور کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کے بعد سامعین میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ دوسرے دن ہمارا تبلیغی وفد کوٹار کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں بعض افراد سے گفتگو کرنے اور لٹریچر تقسیم کرنے کا موقعہ میسّر آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

خاکسار: محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

جماعت احمدیہ یادگیر

مورخہ ۸ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء ۹½ بجے شب محلہ "گیچی باؤلی" میں زیر صدارت مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری ہفتہ واری اجلاس منعقد کیا گیا۔ مکرم محمد امام صاحب غوری کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد ولی الدین صاحب کی نظم کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔ پہلی تقریر مکرم محمد زکریا صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم مظفر احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے تقویٰ کا مقام کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر خاکسار نے کی موضوع تھا تعلق باللہ۔ آخر میں صدر محترم نے انسانیت کے موضوع پر دلچسپ اور ولولہ انگیز تقریر کی۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ ۱۰ر ستمبر بعد نماز عشاء "محلہ گوگی" میں ہفت روزہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ صدارت مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب نے کی۔ مکرم محمد امام صاحب غوری کی تلاوت قرآن اور مکرم محمد ولی الدین صاحب کی نظم کے بعد مکرم بشارت احمد صاحب حیدر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے "اسلامی پردہ" کے موضوع پر ــــ اور مکرم مظفر احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے "بدعات و منہیات سے بچنے کے متعلق اسلامی تعلیم" کے موضوع پر اور خاکسار نے "اسلام ہی کامل دین ہے" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ آخر میں صدر صاحب نے تربیت اولاد کی طرف جملہ احباب کو توجہ دلائی۔ اجتماعی دُعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

مورخہ ۳ر اکتوبر بروز ہفتہ نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد یوسف صاحب ماہانہ تربیتی اجلاس منعقد کیا۔ مکرم محمد امام صاحب غوری کی تلاوت اور مکرم محمد ولی الدین صاحب کی نظم کے بعد مکرم شیخ عبد العلی صاحب نے "معرفت الٰہی" کے موضوع پر۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے اسلام کی برتری دیگر ادیان پر کے موضوع پر اور خاکسار نے "آنحضرت صلعم بحیثیت انسان کامل" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ آخر میں محترم صدر صاحب نے دُعا کروائی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

خاکسار: بشارت احمد مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر۔

مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر

خدام الاحمدیہ کا پہلا تربیتی و تبلیغی اجلاس آج مورخہ ۵ ستمبر کو خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد قائد اور عہدیداران مجلس کا انتخاب ہوا۔ اس کے بعد عہد دہرایا گیا۔ ازاں بعد تقریری پروگرام کا آغاز ہوا۔ چنانچہ مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب قائد مجلس نے خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی غرض و غایت کے موضوع پر۔ محترم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب نائب قائد نے نوجوانان احمدیت کی ذمہ واریاں کے عنوان پر اور خاکسار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کے موضوع پر تقاریر کیں۔ ہر سہ تقاریر کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ بہت ساری باتیں زیر غور آئیں۔ اور کثرت رائے سے بعض اہم فیصلے کئے گئے۔ بعد دُعا اجلاس بخیر و

خوبی برخاست ہوگیا۔ الحمد للہ۔ دوست دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار: غلام نبی نیاز مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر (کشمیر)

ماندوجن (کشمیر) میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ورودِ مسعود

رشی نگر کے دورہ سے فراغت پاکر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالےٰ مع صاحبزادی امۃ العلیم صاحبہ مورخہ ۵ ستمبر ۷۰ء کو دس بجے صبح ۲۵ گھوڑ سواروں کی معیت میں براستہ آرٹیحن ماندوجن میں ورود فرما ہوئے۔ احباب جماعت احمدیہ ماندوجن اور چند غیر از جماعت دوستوں نے گاؤں سے باہر محترم موصوف کا فلک شگاف اسلامی نعروں کے درمیان والہانہ خیر مقدم کیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف مکرم شیخ محمد احسن صاحب صدر جماعتِ احمدیہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ (ساتھ والے مکان میں مستورات کے زیرِ انتظام صاحبزادی امۃ العلیم صاحبہ کی نشست کا انتظام کیا گیا تھا) اس موقعہ پر ماندوجن۔ نیری پورہ۔ نکھڑ پورہ۔ نہامہ۔ کانجی اُولر۔ آرٹیحن وغیرہ مواضعات سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احمدی اور غیر احمدی دوست موجود تھے۔ جنہیں محترم صاحبزادہ صاحبزادہ صاحب نے تقریباً پون گھنٹے تک دل نشین اور بصیرت افروز تبلیغی و تربیتی خطاب سے نوازا۔ جسے جملہ حاضرین نے انتہائی انہماک اور گہری دلچسپی سے سماعت کیا۔

آخر میں خاکسار نے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اور جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور معزز مہمان کا مختصر الفاظ میں تعارف کرایا۔ اس سراسر رُوحانی مجلس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب، موصوف ازراہِ شفقت مکرم محمد احسن صاحب شیخ۔ مکرم عبد الغنی صاحب بانڈے۔ مکرم عبد الحمید صاحب میر اور خاکسار کے مکانوں پر تشریف لے گئے۔ اور ہر ایک کے مکان اجتماعی دُعا فرمائی۔ اور ٹھیک گیارہ بجے صبح براستہ کانجی اُولر گھوڑ سواروں کی معیت میں رشی نگر کے لئے واپس روانہ ہوئے۔ کئی مقامی نوجوانوں نے رشی نگر تک موصوف کی معیت کا شرف حاصل کیا۔

خاکسار: غلام احمد شاہ مبلغ سلسلہ احمدیہ
مقیم رشی نگر (کشمیر)

رمضان المبارک کی آمد

جماعتوں میں درس القرآن۔ نماز باجماعت۔ تراویح کا خاص انتظام ہونا چاہیئے

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ چند دنوں تک شروع ہونیوالا ہے۔ احباب اور جماعتوں کو اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونا چاہیئے۔ ہر جماعت خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، اس میں نماز باجماعت۔ تراویح۔ درس قرآن کریم کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیئے۔ مبلغین کرام رمضان میں حتی المقدور دورہ نہ کریں۔ بلکہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں اگر جماعت بڑی ہو تو درس کا اور دوسری باتوں کا انتظام کریں۔ ورنہ اپنے حلقہ کی کسی بڑی جماعت میں قیام کر کے ان امور کا اہتمام کریں۔ جن جماعتوں میں مبلغ متعین نہیں ہیں ان جماعتوں کے پڑھے لکھے دوستوں میں سے کسی کو تفسیر کبیر سے یا کم از کم تفسیرِ صغیر ہی سے پڑھ کر درس دینے کے لئے مقرر کیا جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اِداریہ ...... بقیہ صفحہ (۲)

لفظی حفاظت ہے۔ پھر اس کی معنوی حفاظت کے لئے جو محکم انتظام کیا گیا اس کے بارے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ بڑی ضمانت ہے کہ :-

" اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا "

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۳۶ کتاب العلم بحوالہ ابو داؤد)

تجدیدِ دین کی خاطر ہر صدی کے سر پہ مبعوث ہونے والے مجددین کرام کی بعثت وہ عظیم الشان وسیلہ ہے جسے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے یکسر فراموش کر دیا۔ اسلام تو وہ پیارا مذہب ہے جس نے مسلمانوں کو ۲۴ گھنٹے کی پنجگانہ فرض نمازوں کا باجماعت ادا کرنے کا حکم دے کر اس بات پہ واضح روشنی ڈال دی کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی ایک شخص کے ہاتھ پر جمع ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ جس طرح نماز کا فریضہ بغیر امام کے ادا ہو جانا ممکن نہیں تو مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعی تو بدرجہ اولیٰ **امام وقت** کی متقاضی ہے۔ اور اسی اہم امر کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہنے کے لئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہُوا ہے کہ :-

" مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً " (ابو داؤد)

جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی شناخت سے محروم رہا وہ جاہلیّت کی موت مرا۔ جاہلیت کی موت سے مراد غیر اسلامی موت ہے۔ دیکھئے ! وہ کون باہوش مسلمان ہے جو مسلمان ہوتے ہوتے یہ باور کرنے کو تیار ہو کہ اس کی موت اس نوع کی ہو (العیاذ باللہ)

اس حدیث شریف سے اشارۃ النصّ کے طور پر یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے لازماً برحق امام کی بعثت عمل میں آتی ہے۔ کوئی زمانہ بھی اس سے خالی نہیں گیا۔ اور نہ ہی اس کا امکان ہے۔ ورنہ حدیث نبوی اور وعدۂ الٰہی پر بہت بڑا حرف آتا ہے۔

یقین جانئے کہ امام الزّمان وہ ھیئۃ جامعہ ہے جس کی ضرورت بڑی شدّت کے ساتھ اس وقت محسوس ہو رہی ہے۔ اور جس کے لئے ہر مسلمان ضمیر پکار رہی ہے چاہے کوئی اس بات کو ماننے یا انکار کر دے یہ ہر شخص کی مرضی ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ امام الزمان ہی وہ ہیئتِ جامعہ ہے جس کے ذریعہ رُوئے زمین کے سارے مسلمان ایک ہی رشتہ میں باندھے جا کر بہت بڑی قوتِ مؤثرہ بن سکتے ہیں اور اس کے فقدان سے آج قدم قدم پر مسلمانوں کو ذلّت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور باوجود عددی کثرت کے آج ہر جگہ مسلمان بے اثر ہیں —— ظاہر ہے کہ جب ان کا سر چشمۂ قوّت سے تعلق نہ رہا تو اُن میں وہ کیفیت کیونکر پیدا ہو۔ بجلی کے معمولی تار جن کا ربط پاور ہاؤس سے قائم ہے خواہ کسی بھی مقام پر ہو ہر کوئی اُسے چھُوتے ہی احتیاط سے کام لیتا اور اس کی قوتِ عظیمہ سے خائف رہتا ہے۔ پس اجتماعی قوت کا سرچشمہ امام وقت ہے جس سے وابستگی اس قوم کے ہر فرد کو حیرت انگیز طور پر مضبوط اور قوی بنا دیتی ہے فافہم !!

—— (باقی) ——

وِلادت !

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۷۰ء کو خاکسار کو دوسری نواسی عطا فرمائی ہے۔ یہ عزیزم شمیم الہدیٰ اور عزیزہ صادقہ سلمہما اللہ تعالیٰ حال کلکتہ کی دوسری بیٹی ہے۔ اس کا نام " نصرت مبشرہ " تجویز کیا گیا ہے۔ احبابِ کرام دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ نومولودہ کو نیک صالحہ اور خادمۂ دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو آمین ثم آمین۔

خاکسار: شریف احمد امینی مبلغ انچارج بمبئی۔

دُعا کی دردمندانہ تحریک (۱) ربوہ سے خاکسار کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ میری بڑی ہمشیرہ گر گئیں اور ان کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ فضلِ عمر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ احبابِ جماعت سے محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔ محترمہ موصوفہ معمر ہیں اور اس عُمر میں ہڈی کے خطرناک طور پر ٹوٹ جانے سے زیادہ فکر ہے۔ خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر۔

(۲) میری ممانی صاحبہ اہلیہ محترم سید احتشام الدین احمد صاحب جمشید پور (بہار) بعارضہ کینسر سخت بیمار ہیں۔ اُن کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے جملہ احباب و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار: سیدہ نصرت جہاں بیگم اہلیہ مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان۔

رمضان المبارک میں

فِدیۃ الصّیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل۔ بالغ و بصحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ اس کو اسلامی شریعت نے فِدْیَۃ الصِّیَام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے۔ کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان مبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گزارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمادیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے۔ تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرمادیں اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جاویگی۔ اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہوسکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجالانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان مبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین ؂

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

قافلہ زائرین برائے جلسہ سالانہ ربوہ

حسبِ سابق امسال بھی جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کرنے کے لئے دو صد (۲۰۰) ہندوستانی زائرین کے قافلہ کی منظوری کے لئے حکومتِ ہند کو درخواست دے دی گئی ہے۔ اس قافلہ میں مستورات اور بچے بھی شامل ہوسکیں گے۔

لہٰذا ربوہ کے بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی خواہش رکھنے والے احباب مورخہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۷۰ء تک مقامی امیر یا صدرِ جماعت کے توسط سے نظارت امورِ عامہ قادیان میں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ درخواست ارسال فرمادیں:۔

نام۔ ولدیت یا زوجیت۔ عمر۔ پیشہ۔ مکمل پتہ۔

عہدیدارانِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں بار بار اعلان فرمادیں اور درخواستیں بروقت بھجوانے کی کوشش کریں۔

یہ امر یاد رہے کہ پاسپورٹ اپنی اپنی صوبائی حکومت سے حاصل کرنے ہوں گے۔ جس کے لئے اُمید کی جاتی ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے حسبِ سابق صوبائی حکومتوں کو ہدایت بھجوا دی جائے گی۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

تحریکِ جدید کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کی بنیاد

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے متعلق قرآن کریم میں ایک پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ آپؐ کی قدسی تاثیر دُنیا بھر میں اسلام کو پھیلا دے گی۔ اور پُرانے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں ہوگا۔ اب اگر بانئ سلسلہ احمدیہ مسیح موعودؑ تھے اور تم اُن کے ماننے والے ہو تو یہ کام تمہارے ذریعہ ہوگا"

(الفضل ۳ ردسمبر ۱۹۴۵ء)

اُمید ہے احباب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

امتحان کتاب

اسلامی اصول کی فلاسفی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیش بہا تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا امتحان مورخہ ۸ رنومبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ صدر صاحبان، سیکرٹریانِ تبلیغ اور مبلّغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شریک ہونے کی تحریک فرمائیں۔ چونکہ وقت کم ہے اس لئے احباب کو فوری توجّہ کی ضرورت ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قاضی جماعتِ احمدیہ مدراس

قاضی سلسلہ احمدیہ مدراس کیلئے مکرم بابو محمد ... صاحب (سیکرٹری مال و وصایا) پوسٹ بکس ... مدراس ۱ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ... منظوری عطا فرمائی ہے احباب مطلع رہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ —— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16-Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ:۔ AUTOCENTRE　فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز!

★ آفس و فیکٹری: ۱۰۔ ریھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵　فون نمبر ۳۲۷۲ — ۲۴
★ شو روم: ۱/۳۱ نوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱　فون نمبر ۰۴۰۱ — ۳۴
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"